شریمان بھیرؔ سنگھ صاحب گجراتی کی قابل قدر دھارمک کتابیں

دھرم ویروں کے درشن - اس کتاب میں گورو گوبند سنگھ جی۔ انکے صاحبزادگان نیز بھائی منی سنگھ جی بھائی تارو سنگھ جی اور حقیقت رائے دھرمی وغیرہ بہت سے دھرم پر نچھاور ہونے والے شور ویروں کے حالات نہایت درد انگیز پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ ملک کے ہندی اخباروں اور ناموراصحاب نے اس کتاب کی نسبت بہت اعلےٰ رائیں لکھی ہیں۔ چنانچہ بوجہ عدم گنجائش بمصداق مُشتِ نمونہ از خروارے صرف دو رائےوں کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

(۱) اخبار ستیہ دھرم پرچارک ہردوار۔ اس کتاب میں گورو ہررائے جی گورو تیغ بہادر گورو گوبند سنگھ جی مہاراج۔ انکے معصوم اور جوانمرد لخت جگروں اور بھائی متاب سنگھ کی شہیدیوں کا بیان نہایت موثر اور دردناک لہجے میں کیا گیا ہے۔ جسے پڑھکر اثر ہونے سے نہیں رہ سکتا ہم کہہ سکتے ہیں کہ دھرم کے متلاشیوں کو اس کتاب کے مطالعہ سے بہت کچھ دھرم بل مل سکتا ہے۔ قیمت صرف ۸ ؍

اجپوتانہ کی مشہور اور ناموررانی کیسر کی شجاعت بھری

۵۰ ؍

چند کلمات

چھا گیا وہ دِل کہ جس کی ازل سے نمود تھی
پسلی پھڑک اٹھی نظرِ انتخاب کی

مریادا پرشوتم شری رامچندر جی مہاراج کی زندگی کے کارناموں کو سب سے اول رشی بالمیک جی نے سنسکرت زبان میں لکھا۔ پھر ایک بڑے عرصہ کے بعد ہندی حالات کو گوسائیں تلسی داس جی نے آریہ بھاشا کا جامہ پہنایا۔ میں ان دونوں مہا پرشوں کی زندگیوں کے کایا پلٹ پر جب نظر کرتا ہوں۔ تو میں حیران رہ جاتا ہوں۔ کہ شاید یہ مہاتما لوگ ان کے جیون میں رام جی کے طفیل زندہ جاوید کرنے کے لئے ہی اتنا پلٹا دیا ہو۔ رامائن کی ہر دلعزیزی کا یہ عالم ہے کہ مختلف زبانوں میں اس کے ترجمہ ہو جانے سے قطع نظر ورتمان زمانہ میں جو نیا شاعر پاپندِ نگار اُٹھتا ہے۔ سب سے اول رامائن ہی کے واقعات کو اپنا تختۂ مشق بناتا ہے۔ باوجود اس کے مانگ کا یہ عالم ہوتا ہے۔ کہ لوگ دستِ طلب پھیلائے ہی رکھتے ہیں۔ ایک اور خصوصیت رامائن کو یہ حاصل ہے۔ کہ طبیعت اس کو پڑھنے اور سننے سے سیر نہیں ہوتی۔ ہر بار پڑھنے اور سننے سے قندِ مکرر کا لطف آتا ہے۔ در اصل اس کا باعث وہ پریم اور شردھا ہے۔ جو آریہ جاتی کو شری رامچندر جی کی ذات والا صفات سے ہے۔ رام کا نام ہندو جاتی کے ہر فرد بشر کے روم روم میں رم رہا ہے۔ آریہ جاتی کے ایک [illegible] کے نزدیک رام ایشور کے نام کا مترادف بن چکا ہے۔ [illegible] ہندو

اسی نام کے ورد میں اپنی نجات سمجھے ہوئے ہیں اور قریباً ان سب کے دل
میں یہ ہوس ہے کہ پران چھوٹتے وقت یہ مبارک نام ہماری زبان
پر آوے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ شری رامچندر جی کی ساری عمر
حمایتِ حق میں گذری۔ انھوں نے ہمیشہ اپنے قول کا پاس کیا۔ والدین کی
فرماں برداری اور برادرانہ الفت کے ایسے شاندار نمونے قائم کئے۔ کہ
جن کی نظیر ہی نہیں ملتی۔ گرہست دھرم اور راج دھرم کو اس خوبی سے نباہا۔
کہ کروڑوں سال گذرنے کے باوجود زمانہ اُن کی مثال پیدا نہیں کر سکا
ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ وہ تمام خوبیاں جو کسی غیر معمولی انسان میں ہونی چاہئیں
وہ سب مجموعی طور پر ان میں پائی جاتی تھیں۔ آپ کی کسی بات کو لیا جاوے
ایک سے ایک نرالی ہے۔ ہندوؤں پر شاید طرفداری کا الزام لگایا جاوے
لیکن ملا بدایونی جیسا محقق شخص بھی جب کھلوائے نام کے [illegible] سے
سے واقف ہوا تو کہہ اٹھا

چیتیں بت گر بیاری اسے برہمن
اگر ہندو نہ گردد ہم کافر مسلمان

مہا پرشوں کی زندگیاں آنے والی اور موجودہ نسلوں کے لئے بمنزلہ روشنی
کے مینار کے ہیں۔ اس لئے شری رامچندر جی کی اصل بھگتی اور ما لعبداری
تو یہ ہے کہ ہم ان کے نقشِ قدم پر چل کر اپنے آپ کو اس راستہ پر لا
ڈالیں جو وہ ہمارے لئے وضع کر گئے ہیں۔ اور اگر ہم اُن کے جیون
کے مطابق اپنی اصلاح نہیں کرتے۔ تو ہمیں اُن کے سچے سیوک کہلانے
کا کوئی حق حاصل نہیں۔ رامائن کا پڑھنا اور سننا دوسہرہ منانا۔ رام لیلا دیکھنا
ان سب میں یہی غرض ملحوظ رکھی گئی ہے۔ چونکہ نظم میں بمقابلہ نثر کے دلچسپی

اور دلوں پر دیرپا اثر ڈالنے کی طاقت زیادہ ہے۔ اس لئے اس کی اشاعت
میں نظم کا بہت بڑا دخل ہے مگر عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ پرانی شاعری
موجودہ دور میں پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھی جاتی۔ اور ہمارے
نوجوان جن کے ساتھ ہماری اُمیدیں وابستہ ہیں اپنے شوق کی کمی فضول
اور مخرب اخلاق قصوں، ناٹکوں، ناولوں اور تھیٹروں سے پوری
کرتے ہیں۔ اس لئے رامائن کے نتیجہ خیز واقعات کا نہ مٹنے والا اثر دلوں
پر بٹھانے کے خیال سے میں نے یہ گلدستہ تیار کیا ہے۔ جس میں ملک
کے چیدہ و برگزیدہ شعرا کی وہ نازک خیالیاں جو انہوں نے کسی نہ کسی
واقعہ رامائن کے متعلق ظاہر کی ہیں جمع کی گئی ہیں۔ میرا خیال ہے
کہ یہ گلدستہ رامائن کی اشاعت کا بڑا ذریعہ بنیگا۔ ان حالات میں میں
نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں کس حیثیت سے آپ کے سامنے آتا ہوں بہرحال
یہ فخر تو مجھے ضرور ہے کہ شری رامچندر کے حالات زندگی کسی نہ کسی
طور پر [illegible] کے پیش کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ اب مقصد کو لیکر
صاحبان سے پرارتھنا ہے اُسے پورا کریں۔

دیوان چند گڈہوک

ایک رشی کے داغِ جگر کی کہانی

راجہ دشرتھ کی اپنی زبانی

(از مولوی محمد ظفر علی خان صاحب بی۔ اے۔ کرم آباد۔ وزیر آباد)

ابر چھایا ہوا تھا اور فصل تھی برسات کی — تھی زمیں پہنے ہوئے وردی ہری بانات کی

آفتاب اوڑھے ہوئے تھا چادرِ ابرِ سیاہ — برق کی چشمک سے [illegible] خیرہ ہو رہی تھی نگاہ

بادل اٹھنے میں [illegible] برسانے لگا — [illegible] کو برسانے لگا

جھوم کر اٹھی گھٹا برسی برس کر چھٹ گئی — گرد کی چادر زمیں کے منہ سے فوراً ہٹ گئی

بادلوں سے نورِ خورشید اس طرح چھننے لگا — سائبان قوسِ قزح کا اس طرح تننے لگا

جنگلوں میں مست ہو کر ناچتے پھرتے تھے مور — کوہساروں میں پپیہوں نے مچا رکھا تھا شور

[illegible] کے پہنچا تھا افق کی آستاں تک آفتاب — تھی شفق کی آگ کے منہ پر [illegible]

یہ نظر آتا تھا [illegible] تھے کچھ ایسے دلفریب — ہاتھ سے جاتا رہا دل [illegible] ناشکیب

عالم از خود رفتگی کا مجھ پہ طاری ہو گیا — جوشِ مستی کا ہر اک رگ میں ساری ہو گیا

جی میں آیا میرے رہ رہ کر یہی بے اختیار — جا کے جنگل میں کروں کچھ دیر [illegible] شکار

ہاتھ میں ترکش لئے شانے پہ لٹکائے کمان — میں [illegible] گھر سے نکل کر شادمان

پڑ رہی تھی ہر طرف میری تجسس کی نظر — تاک میں بیٹھا [illegible] کوئی پیاسا جانور

گھاٹ پر جاتا ہو پیاس اپنی بجھانے کیلئے — [illegible] آ جائے میرے نشانے کے لئے

دفعتہ پانی سے قلقل کی ہوئی پیدا صدا — شام کا تھا وقت مشکل تھا چلانا تیر کا

حسن کا جس کے یہ عالم تھا کہ ماہ آسمان — دیکھ لیتا گر اُسے غیرت سے ہو جاتا نہاں
سسکیاں لیتا ہوا زخمی پڑا [illegible] — حسرت و اندوہ سے لبریز ہے اس کی نظر
اس کے شانوں پر جو تھی [illegible] بکھری ہوئی — میں نے یہ سمجھا کہ یہ [illegible] بکھری ہوئی
جس میں تھا پانی بھرا اس نے وہ مٹی کا گھڑا — اک طرف ٹوٹا ہوا تھا پاس ہی اس کے پڑا
میں نے دیکھا اس کو اور اس نے نظر بھر کر مجھے — نزع کا عالم تھا اُٹھی میری [illegible]
[illegible] اے راجا تو کیا تھی کیا میری خطا — [illegible] کس لیے [illegible] کیا
کس لیے ڈھایا ہے اس بیکس پہ یوں تو نے ستم — اک رشی کے گھر میں ہو آ کر لیا جس نے جنم
باپ کے بیٹے کا اور ماں کی جگہ تقدیر سے — چھوڑ گئے اک ساتھ اے راجا تیرے اس تیر [illegible]
میری ماں اور باپ کو اس وقت میرا انتظار — کر رہا ہوگا وہاں بے چین بے کل بے قرار
دیر سے پہلے تھے شدت کی انہیں ہوگی پیاس — بندھ رہی ہو گی [illegible]
جلد جا تنہا سنا جلدی یہ میرے باپ کو — اور بچا اُن کے غضب سے راجا اپنے آپ کو
کیونکہ اے راجا مرا باپ اُس نے اگر تجھ کو دیا — یاد رکھ دم بھر میں تو جل کر بھسم ہو جائیگا
لیکن اوّل میرے سینے سے جدا یہ تیر کر — درد سے مجھ کو بچانے کی کوئی تدبیر کر
تاکہ جان پر الم نکلے فدا آرام سے — اور نہ ہوں میں شرمسار اس ترک [illegible]
اس قدر کہتے ہی لڑکے کی نظر پتھرا گئی — اُس کے منہ پر مُردنی اور مجھ پہ حسرت چھا گئی
کھینچتے ہی تیر تن سے جان رخصت ہو گئی — روح اس کی گود میں پرماتما کے سو گئی
مجھ سے نادانستہ سرزد ہو چکا تھا جو گناہ — تھا خیال اس کا وہ دریا جس کی [illegible] تھا
دل میں درد و کرب کا چشمہ ابلتا تھا مرے — کوئی چٹکی سے کلیجے کو مسلتا تھا مرے
سکتے میں ہو کر کھڑا تھا میں پر لڑکے لاش کے — دل میں کہتا تھا مجھے یہ تیر لگتا کاش کے
سوچتا تھا میں مرا کفارۂ عصیاں ہو گیا — نذر ہے جس کی جگر اس درد کا درماں ہو گیا
الغرض اس فکر جاں فرسا میں ہو کر مبتلا — میں رشی کے گھر کو [illegible] چلا

کیجے میرے بخت جگر — بیٹھے بھرت اس تخت پر
ہوتا ہے جس پر جلوہ گر — تو سے میرے نورِ نظر
میرے یہی ہیں دونو بر — منظور ہے بر چشم و سر

میں سے چکی اقرار ہوں

رام۔ ماتا میں بن کو جاؤں گا — بن کی ہوا اب کھاؤں گا
مشکل سے نہ گھبراؤں گا — آدرش بن دکھلاؤں گا
رشیوں سے ودیش پاؤں گا — زندگی سپھل کر آؤں گا
نہیں تاجور کہلاؤں گا — گدی پہ بھرت بٹھلاؤں گا

کرتا نہیں انکار ہوں

ماتا پتا کا فرماں بردار بیٹا

جب کیکئی نے رام پہ خنجر الم کیا — بن باس رام کے لئے یعنی رقم کیا
سنتے ہی رام نے سر تسلیم خم کیا — مطلق نہ تاج و تخت کے چھننے کا غم کیا

یوں عرض کی کہ قول پتا کو نبھاؤنگا
ماتا تمہارے حکم سے جنگل کو جاؤں گا

محبت کریگا رام نہ باتیں بنائے گا — جس حال میں رہیگا مسرت منائے گا
اب جنگلوں کے قدرتی پھل پھول کھائیگا — مسرور و دلشاد تم رہو اب رام جائیگا

ہوگا جنم سپھل میرا رشیوں کی دید سے
آنند وید شرتی کی ہوگا شنید سے

فرمان تیرا ٹال دوں امر محال ہے — سر پھیرے رام حکم سے کس کی مجال ہے
تختِ شہی کے چھننے کا کس کو ملال ہے — تکلیف فکر کی ہے نہ کلفت کا خیال ہے

ہر سنگ راہ تخت حکومت سے کم نہیں
دل جوئی والدین کی جنت سے کم نہیں

دشوار ہے چھوڑ دے تو چھوڑ دے جائے قیام کو — مشکل نہیں بدل دے ہمالہ مقام کو
لیکن محال قول سے پھرنا ہے رام کو — رخصت کر دیا جی اب اپنے غلام کو

یہ کہتے رام چرنوں پہ دشرتھ کے جھک گئے
کچھ کہنے کو تھے شاید کہ حسرت سے رک گئے

باوجودیکہ رام جانتے تھے۔ کہ رعیت ہمارے حق میں ہے۔ اور پتا کا حکم بھی نیتی کے برخلاف ہے۔ لیکن ایک اشارے پر سلطنت اور عیش و آرام پر اس لئے لات مار دی۔ کہ سلطنت میں خانہ جنگی نہ ہو۔ اور ملک اور قوم کو بد امنی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ یہی رام جیون کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ کہ انہوں نے باوجود سلطنت کی طاقت رکھتے ہوئے حکومت کو اس لئے چھوڑا۔ کہ دوسروں کی بھلائی سلطنت کے تیاگ میں تھی۔

رامچندر جی کا ماتا سے رخصت ہونا

از پنڈت برج نرائن صاحب چکبست

رخصت ہوا وہ باپ سے لیکر خدا کا نام — راہ وفا کی منزل اول ہوئی تمام
منظور تھا جو ماں کی زیارت کا انتظام — دامن سے اشک پونچھ کے دل سے کیا کلام

آخر ہے کچھ حد ستم و ظلم و جور بھی
ہم کو اداس دیکھ کے غم ہوگا اور بھی

دل کو سنبھالتا ہوا آخر وہ نونہال — خاموش ماں کے پاس گیا صورت خیال

دیکھا تو ایک در میں ہے بیٹھی وہ خستہ حال
سکتہ سا ہو گیا ہے یہ ہے شدتِ ملال
تن میں لہو کا نام نہیں زرد رنگ ہے
گویا بشر نہیں کوئی تصویرِ سنگ ہے

کیا جانے کس خیال میں گم تھی وہ بے گناہ
نورِ نظر پہ دیدۂ حسرت سے کی نگاہ
جنبش ہوئی لبوں کو بھری ایک آہ
لی گوشہائے چشم سے اشکوں نے رخ کی راہ
چہرہ کا رنگ حالتِ دل کھولنے لگا
ہر موئے تن زباں کی طرح بولنے لگا

آخر اسیرِ یاس کا قفلِ دہن کھلا
افسانۂ شدائدِ رنج و محن کھلا
اک دفترِ مظالمِ چرخِ کہن کھلا
وا تھا دہانِ زخم کہ بابِ سخن کھلا
دردِ دلِ غریب جو صرفِ بیاں ہوا
خونِ جگر کا رنگ سخن سے عیاں ہوا

رو رو کے کہا خموش کھڑے کیوں ہو میری جاں
میں جانتی ہوں جس لئے آئے ہو تم یہاں
سب کی خوشی یہی ہے تو صحرا کو ہو رواں
لیکن میں اپنے منہ سے نہ ہرگز کہوں گی ہاں
کس طرح بن میں آنکھوں کے تارے کو بھیج دوں
جوگی بنا کے راج دلارے کو بھیج دوں

دنیا کا ہو گیا ہے یہ کیسا لہو سفید
اندھا کئے ہوئے ہے زر و مال کی امید
انجام کیا ہو کوئی نہیں جانتا یہ بھید
سوچے بشر تو جسم ہو لرزاں مثالِ بید
لکھی ہے کیا حیاتِ ابد ان کے واسطے
پھیلا رہے ہیں جال یہ کس دن کے واسطے

لیتی کسی فقیر کے گھر میں اگر جنم
ہوتے نہ میری جان کو سامان یہ بہم
ڈستا نہ سانپ بن کے مجھے شوکت و حشم
تم میرے لال تھے مجھے کس سلطنت سے کم

پتا کی نسبت ماتا کی آگیا ماننی زیادہ ضروری ہے۔ اس لئے میں تمہیں آگیا دیتی ہوں۔ کہ تم راج پاٹ کو مت چھوڑو۔ کہ تمہارے پتا کی آگیا راج دھرم کے خلاف ہے۔ اکشواکو کل میں گدی سب سے بڑے بیٹے کا حق ہے۔ اس لئے تم راج بھوگو۔ مگر آپ ماتا جی کو سمجھاتے ہیں۔ کہ اُسی ماتا کی آگیا ماننے کے یوگیہ ہے۔ جو اپنے پتی کی آگیا کاری ہو۔ اور آپ پر بھی فرض ہے۔ کہ مہاراجہ دشرتھ کے بچن نبھانے اور کیکئی کا قرض اُن کے سر سے اتارنے میں کسی قسم کا وگھن نہ ڈالیں۔

رام کی جلاوطنی اور سیتا کی پتی بھگتی

مسٹر آر۔ سی۔ دت۔ سی۔ آئی۔ ای کمشنر برار کی مشہور نظم کا ترجمہ

از

پنڈت ہرچند اس صاحب۔ ہرباولزی

پتی کی پیروی میں جب ہے عزت پتی ورتا کی
تو رگھبیر کی جلاوطنی۔ جلاوطنی ہے سیتا کی

پتا ماتا بہن بھائی یگانے خویش سمبندھی
نہیں کرتے پتی ورتا کی حالت پر حکمرانی

پتی کے ساتھ عزت ہے پتی کیساتھ دولت ہے
پتی کیساتھ وابستہ پتی ورتا کی قسمت ہے

اگر رگھونش کا سورج اندھیرے جنگلوں میں بھی
شعاع فیض سے کرتا ہے اپنی نور افشانی

سیتا پُر خار جنگل میں چلیگی رام کے آگے
کریگی صاف ستو نکو ہٹا دیگی وہاں کانٹے

محلات مرصع پر سنہری گاڑیاں گھوڑے
نہیں سامان کسی دلدادۂ عصمت کی راحت کے

نہیں درکار جاہ و شان و شوکت لت و دولت

صورت تمہاری دیکھ کے غم بھول جاؤنگی — صحرا کے سارے رنج و الم بھول جاؤنگی
ہوگی نہ بن میں کوئی اذیت میرے لئے — تم ہو تو کند مول ہیں امرت میرے لئے
پلکوں سے راہ دشت کی جھاڑا کرونگی میں — داسی ہوں پھل پھول سے سیوا کرونگی میں
پنکھا جھلونگی راتوں کو ہے ناتھ آپکا — سرمایہ میری زیست کا ہے ساتھ آپکا

کیسا ہی ندھان مجھکو نہ دُکھ ہوگا
پرانوں سے کے پران مجھکو نہ دُکھ ہوگا

شری رامچندر جی نے جب سیتا کو سمجھایا۔ کہ میں تو ماتا پتا کے بچنوں کا بندھا ہوا بن کو جاتا ہوں تمہیں کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ محلوں کے سکھ چھوڑ کر جنگل کے دکھوں کو اختیار کرتی ہو۔ تو سیتا جی عرض کرتی ہیں۔ کہ آپ تو اپنے قول کو بھلاتے ہیں۔ اور مجھے منع کرتے ہیں۔ میں نے بھی تو بوقت شادی اقرار کیا تھا۔ کہ رنج و راحت میں آپ کے ساتھ رہونگی اس لئے میں حضور آپ کے ہمراہ چلونگی۔ تمام خوشیوں سے بڑھ کر خوشی میرے لئے وہ پناہ ہے۔ جو مجھے آپ سے ملتی ہے۔ اور یہ حفاظت نہ ماں سے ہوتی ہے نہ باپ نہ بھائی نہ اولاد نہ کسی اور عزیز سے میسر آسکتی ہے۔

بھراتری بھاؤ کا زندہ نظارہ

از امر سنگھ صاحب منظر

جب جانکی کی عرض تمنا ہوئی قبول — لچھمن بھی ہے کہ شرف سعادت کریں حصول
چہرہ اداس شکستہ بدن اور دل ملول — سر پہ چڑھائی رام کے چرنوں کی لیکے دھول
بولے کہ ناتھ چرنوں سے وابستہ میں بھی ہوں

مجھ کو بھی حکم ہو کہ کمر بستہ میں بھی ہوں

وہ جوشِ خوں نہیں ہے کہ ہو جائے جو خموش | بھائی ہوں آ رہا ہے رگوں میں لہو کا جوش
دنیا کے عیش و لطف کا باقی ہے کس کو ہوش | ہیں تیرے کون قوتِ بازو و زورِ دوش

یاں بھرت دختر دگن میں اطاعت کے واسطے
سیج داس میں ہوں چرنوں کی خدمت کے واسطے

ہے ناتھ تابِ غم کی نہ طاقت بقائی ہے | حسرت ہے سجدہ و مگر نقشِ پا کی ہے
ساتھ اپنے لے چلیں تو خوشی، تنہائی ہے | چھوڑا اگر تو پرانوں کی مرضی فنا کی ہے

پھر آیا دل برادرِ دل جو کو دیکھ کر
پھڑکی بھجائیں قوتِ بازو کو دیکھ کر

بولے یہ رامچندر کہ ہے ناتھ بے لچھن | سب بھائی ایسے پیارے ہیں جیسے کہ جان و تن
پر ماننے پڑے تیرے بھکتی بھرے بچن | ایسا نہ ہو کہ جی میں کڑھے بھائی شترگھن

یکساں مجھے تو منزلِ نزدیک و دور ہے
پر ہے پتا جی کی حفاظت ضرور ہے

بھائی بنے اٹھیں گے میدانِ فتنہ خیز | طیار ہو کے چاہیے چلنا پئے ستیز
کچھ لیلو اپنے ساتھ گدا گرز برق ریز | جوشن و زرہ و کمان و تبر تیر و تیغ تیز

ہر چند ہم کو شستر کی پرواہ کچھ نہیں
فکر شکوہ و منزلت و جاہ کچھ نہیں

بولے لچھمن کہ کوئی نہیں آپ کے سا ان | طاقتِ عدا کے سامنے کیا آدمی کی شان
کافی ہیں پاک کشتوں کو دشمن کے یہ بان | تنہا ہیں اک طرف ہوں ادھر ہو اک طرف جہان

ہر گوشۂ کماں میں نہاں شش جہات ہیں
اک تیر میں بھی جوہرِ کل کائنات ہیں

سمترا کوشلیا کو ستاؤ نہیں ادھر کیکئی نیک تدبیر ہے
شترگھن جی گھر پر نہیں بھرت جی میرے بھائی یہ راج پاکھیر ہے
ذرا سوچ لو بن کو جاتے ہوئے کہ پیروں میں لوہے کی زنجیر ہے
نہ دکھی کرو اور ماتاؤں کو
انہیں شوق آگے لگا تیر ہے

لچھمن۔ جہاں جاؤ گے رام جی جاؤں گا مجھے اور سے کیا سروکار ہے
تمہیں میری ماں ہو تمہیں ہو پتا کسی اور سے کیا مرا پیار ہے
سمترا کو سدھ بدھ نہ ہو گر نہیں یہ ہے کیکئی کا جو آچار ہے
اُجڑ جائے شرتھ کا راج اور گھر مجھے کوئی غم ہے نہ آزار ہے
مجھے شوق جا جب ہے جس چیز کا
وہ ہر دم رگھوبر کا دیدار ہے

لکشمن جی کیکئی کی آگیا سن کر سخت غصہ میں آ گئے اور شری رامچندر جی سے کہا کہ پتا جی کی آگیا نامناسب ہے۔ اس لئے آپ بن کو نہ جائیں۔ اگر کوئی لڑائی بھی کرتا ہے تو کرے۔ میں مرنے مارنے پر تیار ہوں۔ مگر شری رامچندر جی نے لکشمن کو یہ کہکر ٹھنڈا کر دیا۔ کہ پتا کی آگیا اُچت ہو یا انوچت ہر حال ماننا ہی یوگیہ ہے۔

بن باس پر روانہ ہوتے وقت ماتاؤں کا اپدیش پتروں کو

از شریمان سردار جسونت سنگھ صاحب ماڈلٹونی

کوشلیا۔ رامچندر جی سے

میرے بیٹا یہ سن لے نصیحت میری تو اکیلا اجودھیا میں آنا نہیں

پیٹھ دکھی ہے تینوں کی جاتی دفعہ پھر اکیلا مجھے منہ دکھانا نہیں
کر رہا مجھ کو مجبور میرا دھرم - ورنہ کرتی یہاں سے روانہ نہیں
کوئی لچھمن کو نیکی بدی جو کہے تو سمجھ سے میرا کچھ ٹھکانا نہیں
ہر طرح خیال رکھنا میرے لال کا کوئی تکلیف اس کو پہنچانا نہیں
میرا ننھا سا بچہ ہے کومل بدن، یاد رکھنا ہے تم رولانا نہیں
جانکی جان کے ساتھ ہر دم رہے - دُکھ اٹھانے کا اس کا زمانہ نہیں
کوئی اپرادھ ہو جائے اس سے اگر خیال اس کا طبیعت پہ لانا نہیں
جو کرو کام تینوں صلاح سے کرو - بھید جسونت سنگھ سے چھپانا نہیں
بھول جانا تو شاید کوئی بے شک مگر یہ نصیحت میری تم بھلانا نہیں

سمترا - لچھمن جی سے

لال میرے کروں کیا نصیحت تجھے تو تو خود ہے میرے سے بھی دانا پتر
جس جگہ پر پسینہ گرے رام کا خون اپنا وہاں تم بہانا پتر
رام جی کو ہو تکلیف تجھ وہاں اگر - جان اپنی وہاں تم لڑانا پتر
میں نے تم کو نچھاور کیا رام پر - فرض اپنا مگر تم نبھانا پتر
رام تم پر خفا بھی اگر ہوں کبھی میل من پر ذرا بھی نہ لانا پتر
ہونا ان کے حکم سے نہ باہر کبھی رنج ان کو نہ کوئی پہنچانا پتر
جانکی کو سجائے میرے جاننا ہر طرح حکم اس کا بجانا پتر
بھید اس میں و مجھ میں نہ کچھ سمجھنا بس چرنوں پہ اس کے جھکانا پتر
لاج رکھیو میرے دودھ کی لاشمن کبھی طعنہ نہ مجھ کو دلانا پتر
رامچندر کو بن میں جو کچھ ہو گیا - تم بھی ہرگز یہاں پھر نہ آنا پتر

گھٹائیں غم الم کی چھا رہی ہیں ابر چھٹتا ہے ۔ کہ آنکھیں خون برسانے لگی ہیں درد فرقت ہے
ادھر دیکھو پریشانی ادھر دیکھو پریشانی ۔ چمن کملا گئے پامال گل ہیں اب نہ نکہت ہے
ترانہ چھوڑ کر نوحہ زنی کرنے لگی بلبل ۔ اودھ کی سرزمیں بھی آج کیسی بے مروت ہے
جنہیں نازوں سے پالا ہے جنہیں آنکھوں سے سینچا ہے ۔ انہیں کو کم سنی میں بن کے جانے کی ہدایت ہے
پگھل کر موم ہو جائیں اگر پتھر کے بھی دل ہوں ۔ پتا کی رام لچھمن کے لیے ہوتی ہدایت ہے

حکم مہاراجہ دشرتھ

اوتارو جامۂ شاہی کہ بن بن تم کو پھرنا ہے ۔ سمجھ لو خاص ہے تم کو نہ اب دنیا کی راحت ہے
وہی جامہ پہن لو جس کو سادھو پیار کرتے ہیں ۔ چلو اس ہی طریقہ پر کہ جس کی اب ضرورت ہے
ہمارا حکم چودہ سال کی مدت ہے تم سن لو ۔ کرو گر عذر کرنا ہے تمہیں اس کی اجازت ہے

التجاء شاہزادگان اودھ

ادب سے سر جھکا کر عرض کی شہزادوں نے دونوں ۔ عدولی حکم سے سرکار کے کرنا حماقت ہے
شرافت پھر کہاں جب باپ کا کہنا نہیں مانا ۔ ہمارا فرض ہے تعمیل جس سے فخر و عزت ہے
لیے منہ ماتا اور پتا کو دکھ دیتے ہیں ۔ ادب کرتے ہیں جن جن کا اسی میں ہی شرافت ہے
کہا دشرتھ نے بن میں پہنچ کر فریاد کو پہنچو ۔ کہ رشیوں کو بہت ہی راکھشش دیتا اذیت ہے
پتا کا حکم سنتے ہی اتارا اپنے کپڑوں کو ۔ کیا وہ زیب تن جوڑا ہوا جس کی ہدایت ہے
جواہر کے وہ مالے پہن ہیں ہاتھوں میں وہ کنگن ۔ نہ وہ پوشاک ہے تن پر نہ کوئی پیش خدمت ہے
گلے میں گیروا کرتا فقط اک زرد سی دھوتی ۔ بھبوتی تن پہ مل کر چھپائی گوری رنگت ہے
غضب ہے عنبریں زلفیں جھکی تھیں جو عارض پر ۔ ستم ہے اب جٹا ہو کر بری ان کی ہوئی گت ہے
فدا ہوتا عبیر و مشک جن پر جان دیتی تھی ۔ ستم کی جا ہے گیسو ان کے بالوں میں الجھن کی [illegible]
چلے اس سج سے بن کر دھج بن کے بن باسی ۔ مصیبت ناگہانی ہو گئی کیا ان کی قسمت ہے
دھاڑیں مارتے سر پیٹتے پیر و جواں نکلے ۔ قلم کیا خاک اب آگے لکھے غم کی جو حالت ہے

پچھاڑیں کھاتا ہے دشرتھ کف افسوس مل مل کے
غضب کا حادثہ ہے شہر میں برپا قیامت ہے

نہ اشک آنکھوں سے تھمتے ہیں نہ ہچکی بند ہوتی ہے
نہ تاب صبر ہے دل کو نہ آنکھوں میں بصارت ہے

ادب سے کیکئی نے حال جب پوچھا تو فرمایا
پڑا بستر پہ ہوں لیکن تغیر میری حالت ہے

جواب دشرتھ

بتاؤں کیا تجھے اے کیکئی کیا حال دشرتھ کا ہے
بڑھاپے میں جو غم نے آ لیا ہے یہ تیری عنایت ہے

نہ اب جینے کی خواہش ہے نہ اب [illegible] ہے
دم آخر انہیں کی دید کی آنکھوں کو حسرت ہے

وہ دو بن میں ہیں ہائے اک قیامت پر قیامت ہے
تجھے معلوم ہے میری جدائی کی جو حالت ہے

جدائی کا الم ہے رام اور لچھمن کا غم مجھ کو
نہ پہلی سی ہی کثرت ہے نہ اب پہلی سی طاقت ہے

کبھی ہرگز نہ میں دیتا اگر معلوم ہو جاتا
خبر کب تھی مجھے ظالم ترے دل میں کدورت ہے

بھلا وہ کس طرح چودہ برس بن میں گزاریں گے
ابھی کم سن ہیں وہ قابل رحم ان کی حالت ہے

فلک بھی رو رہا ہے غم میں ان کے خون کے آنسو
در و دیوار سے بھی اب ٹپکتی یاس و حسرت ہے

سہیں گے کس طرح برداشت محنت ہیں ابھی بچے
انہیں پہلا ہی موقع ہے انہیں پہلی مصیبت ہے

دلاسا کون دے گا کون چھاتی سے لگائے گا
وہ ڈر جائیں گے بن میں ان کی ننھی سی ہی [illegible] ہے

وہ منہ پھٹ جائے یہ کٹ جائے زبان جس سے کہا میں نے
شہر خالی کر جاؤ تمہیں بن کی اجازت ہے

دکھا دو جلدی سے دیدار تم آ کر دم آخر
پتا کی آپ کے اے رام لچھمن غیر حالت ہے

بن باسیوں کی تیاری اور اہل اجودھیا کی بیقراری

از شریمان لالہ تلوک چند صاحب جی محروم عیسیٰ خیل

رخصت اجودھیا سے وہ جان جہاں ہوا
یا اتفاق تفرقۂ جسم و جاں ہوا

پہلو سے دل گیا کہ چلا رام شہر سے
بھاگے نکل کے راحت و آرام شہر سے

گویا بہار چھوڑ کے صحن چمن چلی
پر وہ بھی اس طرح کہ کبھی دفعتاً چلی

یہ ہے خیال خام یہ امر محال ہے

یہ کہہ کے سارتھی سے اشارہ کیا کہاں
لگتی ہے دل پہ چوٹ سی سن سن کے داستاں

بہتر ہے آج جو ہے رتھ کو نکال لے
اور ہم کو راہ دشت پہ جیسا ہو ڈال لے

چلنے سے رتھ کے اور قیامت بپا ہوئی
یعنی بلند شورش آہ و بکا ہوئی

تھے جو ہوئے جگر پہ [illegible] ہاتھ سب
[illegible] روانہ ہوئے رتھ کیا تھا سب

جو تھے جوان وہ لپٹے رتھ کو وہاں جاتے
جو ناتوان ضعیف تھے پیچھے وہاں بیٹھے

کہنے لگے کہ جانے تو ہم سے خفا ہو رام
صحرا نورد صورت موج ہوا ہو رام

یوں تیز تیز کس لئے رتھ کو اڑا چلے
بڈھوں کو گرد راہ میں چھوڑ کر چلے

لیکن یہ ہے خیال اگر تم گئے ہم یہاں
[illegible] ہم کو موت لے کے [illegible]

ہم سر کے بل چلیں گے اگر پاؤں تھک جائیں
مل جائے کاش ہم کو اگر تجھ سے چھوٹ جائیں

حیرت ہے آج قفل دہن کیوں کھلتے نہیں
[illegible] کیوں رکتا ہے کیوں لب ہلتے نہیں

تشفی نہیں ہے آج برہمن کی التماس
تکریم کا خیال کہاں ہے کہاں ہے پاس

ایسے امر کیا ہو جو وہ تیرے دل کی ہر میاں
کیوں سرد پڑ گئیں وہ محبت کی گرمیاں

بیٹھے تھے ہم تو جشن کا ساماں کئے ہوئے
جاتے ہیں آپ عزم بیاباں کئے ہوئے

واپس اودھ کو جائیں تو کس منہ سے جائیں ہم
اپنا اودھ وہی ہے جہاں تجھ کو پائیں ہم

وہ پھول تھا جس کی چمن سے بہار تھی
لطف بہار شام اودھ اب کہاں رہا

جنگل اجودھیا ہے تو صیاد کیکئی
سمجھو یہ طرح ہے اہل بیماد کیا سی

یہ آگ سب اسی کی لگائی ہوئی تو ہے
خلقت تمام اسی کی ستائی ہوئی تو ہے

جسرتھ کا حال غیر کوشلیا کا حال غیر
تیرے بغیر ساری اجودھیا کا حال غیر

یوں گر کے اٹھتے بھاگتے روتے ہوئے تمام
ساعی ہے عرض پیش بانگ گشت ادام

ہر چند اپنے جی کو کیا رام نے کڑا | لیکن وہ تھا ہجوم کہ رتھ روکنا پڑا
ٹھہرا جو رتھ تو دل میں وہ سمجھے کہ شاد ہو | کہنے لگے کہ دل کی بر آئی ہے اب مراد

رتھ سے اُتر کے رام جو پیدل رواں ہوئے
پھر لوگ محوِ گریہ و آہ و فغاں ہوئے

دور افق پہ گرنے لگے پردہ ہائے شام | تمسا ندی پہ آ کے کیا رام نے قیام
سب کو سُلا کے سو گئے ساحل پہ آپ بھی | سوتے ہوئے رہائی کی تدبیر سوچ لی
اہلِ اجودھیا تھکے ماندے سے تھے سو گئے | قدموں پہ آ کے رام کے بےفکر ہو گئے

ازبس کہ دوڑ دھوپ سے دن بھر کے چور تھے
سونا ضرور تھا انہیں غافل ضرور تھے

رگھبر بہت سی رات سے اُٹھ کھڑے ہوئے | جس وقت اہلِ شہر تھے غافل پڑے ہوئے
راہی ہوئے وہ لیکے اجازت سومنت کے | اور ساتھ ہی کہا یہ سومنت سے
لیجائیں رتھ ادھر کو مگر ہیر پھیر سے | تا اہلِ شہر کو نہ مرا کچھ پتہ ملے

سیتا لکھن سمیت وہ دریا کے پار تھے
"سوتے تھے آہ پھول سے اور خار زار تھے

سعادت مندی

از پنڈت سنت رام صاحب شوقی بی اے

چلے ہیں رام بن کو شہریوں کی رونی صورت ہے | دلوں میں شورشِ غم سے بپا شورِ قیامت ہے
وہ پیارے رام آنکھوں پہ بٹھائے جنکو رکھتے تھے | غضب ہے ان کو دکھیا دیکھنا آنکھوں کی قسمت ہے
بلکتی ہیں محل کی رانیاں بےتاب ہو ہو کر | غشوں پر غش چلے آتے ہیں بےہوشی کی حالت ہے
جگر تھامے کوئی اس ماں کا جس کے دل کا ٹکڑا ہیں | کلیجہ پھٹ گیا مغموم جو ہائے ہلاکت ہے

بن سے اجودھیا کو پھر اخالی ہاتھ تو
لایا نہ لکشمن کو نہ سیتا کو ساتھ تو

چھوڑ آیا میرے بچوں کو کس بن میں آہ تو
لے چل مجھے بھی دشت کے دامن میں آہ تو

تیر و کمان دوش پہ ڈالے ہوئے جہاں
پھرتے ہیں میرے نازوں کے پالے ہوئے جواں

آنکھیں کنول سی ہیں کف پا یاسمن کے پھول
کمھلا نہ جائیں دشت میں یہ سیمتن کے پھول

بچوں کو اپنے ایک نظر اور دیکھ لوں
صحرا میں آہ خاک بسر اور دیکھ لوں

آتا ہے مجھکو رام پہ بے اختیار پیار
کر لوں لگا کے سینے سے پھر ایک بار پیار

آنکھوں کی میری نور تھے ٹھنڈک جگر کی تھے
دل کے میرے سرور تھے اور بہار نظر کی تھے

پر نور آہ میری شبستاں تھی رام سے
پیری کی صبح غنچہ خنداں تھی رام سے

سیتا کی مجھ کو حسرت دیدار رہ نہ جائے
یہ پھانس ٹوٹ کر دل بیمار رہ نہ جائے

بن میں جو رام ہیں تو اجودھیا اداس ہے
کوشلیا غریب بھی کیا کیا اداس ہے

بسنے کہاں سے مجھ سے لئے تو نے کیکئی
دو غزال یہ آہ داغ دئے تو نے کیکئی

رام و لکھن کی آہ کہاں مامتا تجھے
میرے غم دروں کی خبر آہ کیا تجھے

بالک تھے رام دشت نوردی کے دن نہ تھے
بچے ابھی تھے بادیہ گردی کے دن نہ تھے

بوٹا سا قد تھا دن ابھی نشو و نما کے تھے
قابل نہ آہ اس ستم ناروا کے تھے

کانٹے قدم قدم پہ نکالے گا آہ کون
صحرا میں بن کی جھاڑیاں پاؤں سے راہ کون

روئیں گے یہ تو کون گلے سے لگائیگا
سوئیں گے یہ تو کون تھپک کر سلائیگا

لائیں گے آہ دشت نوردی کی تاب کیا
پھولوں کو میرے آئیگا کانٹوں پہ خواب کیا

نازو نعم کے پالے ہوئے بیکس و ملول
کیونکر جئیں گے دشت میں کھا کھا کے کندمول

صحرا میں بے شمار درندے کہیں ہیں ہیں
گرگ و پلنگ گھات میں اژدر زمیں میں ہیں

چیتے نہ بن میں آ کے ڈرائیں قریب سے
بھولے ہیں رام اور ہیں لچھمن غریب سے

محلوں کے رہنے والی ہیں افسوس جانکی
نادان بھولی بھالی ہیں افسوس جانکی

دیکھا کہاں ہے گوشۂ دامانِ دشت کو — ڈر جائیں دیکھ کر نعرۂ لالۂ دشت کو
مہرو وفا کی آہ ہیں وہ صورتیں کدھر — اے شام غم وہ چاندنی ہیں صورتیں کدھر
رام و لکھمن کے ساتھ گیا میرا لطفِ عیش — تقدیر بھی ہے اب مجھے ماتم سرائے عیش
واقف تیرے ستم سے میں اے آسمان تھا — دیا ہیں گئے بن کو رام مجھے یہ گمان تھا
جس بن میں میرے نورِ نظر ہیں غبارِ شوق — آنکھیں ہوں تیری فرشِ رہِ انتظارِ شوق
توڑوں تڑپ تڑپ کے جو دم اشتیاق میں — آنکھوں سے جان زار جو نکلے فراق میں
چھوٹے یہ رسے محبوس و الوں کا بن میں ساتھ — بن بن کے بو قبا کی ہے پیرہن کے ساتھ
شکوے میں کیونکی سکتے گلے آسماں کے ہیں
آ اے اجل کہ مجھ پہ ستم دو جہاں کے ہیں

کیئے کا پھل

مہاراجہ دشرتھ کا رامچندر جی کے فراق میں جان دینا

از لالہ ڈوگر مل صاحب جی ترہن

مرغِ روح پرواز کرنا ٹھیر کچھ دم کا مہ — تا کہ ان اعمالِ ہستی پہ بہا لیں اشکِ غم
گو تجھے آئے معرض ہستی میں ہم مشروع ہے — ہیں ہے جانے کو سوئے عدم سرنج دائم
کچھ نہ دیکھا تھا ابھی اس غیرت صنوانی — ہو گیا چرخِ ستمگر کی طرح پہلو میں خم
آہ جن کے واسطے ہم زندگانی میں رہے — ایک مدت تک بہائے چشم تر سے اشکِ غم
وہ بیابانوں میں اب خانہ بدوشوں کی طرح
پھر رہے ہونگے مجسم غم فروشوں کی طرح
یاد آ کر سخت دل ہے کاٹتا لختِ جگر — اے دمِ میں اب ہے رلانا آہ میرا نورِ نظر

بار الم اٹھانے کے قابل نہیں ہے دل | کٹھن یاس کا ہے میرے نہال امید کو
لوگوں میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا | یارب اٹھا لے دھرتی مجھ ننگ مرید کو

ستم پہ نظر ہوئی نہ میری التفات کی | تم مورد الم رہیں پیاری کوشلیا
تنبیہ تم پہ آہ عبث کیکئی کو دی | جانی نہ میں نے قدر تمہاری کوشلیا

آیا ہے میرے سامنے میرا کیا ہوا | مرتا ہوں آج میں بھی پسر کے فراق میں
پیش نظر نظارہ ہے سرون کی موت کا | نکلے گی جان نور نظر کے فراق میں

رامائن میں رامچندر جی کی جلاوطنی اور مہاراجہ دشرتھ جی کی موت کثرت ازدواج کی خرابیوں کے نتیجہ کو ظاہر کرتی ہے۔ اس سے بڑھکر کثرت ازدواج کی خرابی کا نقشہ کیا ہوگا۔ کہ ایک طرف ایسی شادیاں کرنے والا شوہر بلک بلک کر جان دے۔ دوسری طرف ایک شاہی خاندان ماتمکدہ بن جائے۔ تیسرے ایک مستحق ولی عہد یا حضور ایک بڑے عرصہ کے لئے نہ صرف تخت و تاج سے محروم ہو بلکہ جنگل میں بھیجا جائے اس کے ساتھ یہ سوال بھی سامنے آتا ہے۔ کہ آیا کسی شخص کو اس قدر لامحدود [illegible] کسی سے کرنی چاہئے۔ کہ دوسرا جس وقت اور جو خواہش اپنی ظاہر کرے پوری کر دی جاوے صاف ظاہر ہے۔ کہ راجہ دشرتھ کے ایسا پرن بلا شرط کرنے سے ہی یہ ساری خرابی وقوع میں آئی۔

رام کے بعد اجودھیا میں بھرت کی آمد

از پنڈت میلا رام صاحب جی وفا۔

اندھیر سا مچا ہے سر شام ہر طرف | شمعوں کا نور ہے نہ چراغوں کی روشنی

اڑتے ہیں آہوں کے شرر خام ہوا پر　　پیدا ہے کچھ جلے ہوئے داغوں کی روشنی

کہتے ہیں دل میں بھرت یہ نظارہ دیکھ کر　　بدلی ہوئی ہے کیسی ہوا ہائے اجودھیا
پژمردگی سی چھائی ہے کیوں سارے شہر پر　　کیا ہو گئی وہ آب و فضا ہائے اجودھیا

برتاؤ پیر بھرتے ہیں کیوں بدحواس سے　　دیوار و در پہ طاری ہے کیا بیکسی کس لیے
آنکھیں چرا چرا کے گزرتے ہیں پاس سے　　نفرت سے دیکھتے ہیں مجھے راہ گیر کس لیے

کیکئی سے مخاطب ہو کر بھرت کی آہ و زاری

اری دھرتی بس اب پھٹ جا کہ جھٹ تجھ میں سماؤں میں
او بجلی ٹوٹ پڑ مجھ پہ بھسم جلدی ہی ہو جاؤں میں
تیری کرنی سے اے ماتا ہوا ہوں شرمسار ایسا
نہیں دل چاہتا اپنا کسی کو منہ دکھاؤں میں
ہے کاٹا وہ شجر تو نے کہ جس کے سایۂ رحمت میں
سبھی پلتے تھے ہم راحت کہاں اب اس کو پاؤں میں
میری ماتا تیری کرنی جہاں سے اب نیاری ہے
ہے تیری پاس خاطر بس زیادہ کیا بتاؤں میں
اندھیر اچھا گیا سارے اودھ میں سخت ماتم ہے
رگھوکل نیر اعظم کو کہو کیسے بھلاؤں میں
نہیں موجود ہے جبکہ اودھ کے چندر ہی اس جا

ایودھیا کیوں نہ ہو سنسان اندھیرا پا شاؤں میں
جدائی سہ نہیں سکتا ہوں سیتا۔ رام لکھمن کی
صبح دم جاؤں گا بن کو انہیں واپس ہی لاؤں میں
مجھے نہیں راج کی خواہش مجھے نہیں تاج کی خواہش
ہمیشہ یلئے رگھو بر پہ سر اپنے کو جھکاؤں میں
سہائی اودھ کے ہوں گے شری رگھو بر شری رگھو بر
کہ تاریخ اودھ میں نام غاصب کیوں لکھاؤں میں

بھرت کی بنتی

از پنڈت میلا رام صاحب وفا۔ لاہور

آیا ہوں آس لیکے میں خدمت میں آپ کی
منظور کیجئے میری اک التماس ہے

کب کے گئے سدھار پتا جی اوس لوک کو
اب بندہ ہے سو آپ کے قدموں کا داس ہے

کیا سلطنت کا کام چلائیگا یہ غلام
نیتی سے آشنا ہے نہ آئین شناس ہے

میں کیا کہوں ایودھیا کا احوال آپ سے
دیکھو جدھر ہر ایک بشر بدحواس ہے

افسردگی سی چھائی ہے ہر سمت شہر پہ
چاروں طرف نظارۂ صحرائے یاس ہے

بن کو ہی جانا ہے تو ایودھیا بھی بن ہے آج
واپس چلیں حضور کہ رعیت اداس ہے

بن باسی رام کا جواب بھرت کو

بھرت کیوں لینے آیا ہے مجھے میں جا نہیں سکتا
ایودھیا میں کبھی مدت سے پہلے آ نہیں سکتا

مجھے پرواہ نہیں ہے چکرورتی راج کی مطلق
مجھے بھر آ ناتیرا رد نا کبھی بھی بھلا نہیں سکتا

پتا جی آگیا کا شوق سے پالن کرونگا میں
کہ میرا پائے استقلال لغزش کھا نہیں سکتا

شکست ہو نہیں سکتا بچن کے توڑ دینے سے
بچن جو پا چکا ہوں میں انہیں توڑا نہیں سکتا

اے جا و الی منتری تجھے مجھے کیا [illegible]
تیرا اپدیش یہ الٹا مجھے بہکا نہیں سکتا

سمجھی ہے مورکھ اکیان [illegible]
کروں میں راج ہرگز دھیان میں بھی لا نہیں سکتا

[illegible] پوری ہو چکا کرونگا پوری یہ ٹھکیا
کوئی اس دھرم مریادا کو اب توڑا و انہیں سکتا

بشششٹ یا کر طبیعت جی بجا ہے آپ کا کہنا
مگر افسوس ہے اس حکم کو میں بجا لا نہیں سکتا

گرو جی میں ویاسے آپ کی وہ بیر [illegible]
کسی کا پل کبھی بھی تو دکھ مجھے پہنچا نہیں سکتا

یہ ممکن ہے کہ اپنی چاندنی مہتاب کھو بیٹھے
تزلزل میرے سینہ میں جگہ کچھ پا نہیں سکتا

سمندر تیاگ دے پانی ہمالہ چھوڑ دے ہم کو
مگر میرے ارادے میں تغیر آ نہیں سکتا

زمین گردش کو سورج دھوپ سے ترک کر سکتا
مگر وچن والد میرے دل سے جا نہیں سکتا

ہر انسان کی زندگی کی جدوجہد میں دو اصول جنگ کرتے رہتے ہیں خود غرضی ہر ایک کے کان میں جاولی کے لفظوں میں کہتی ہے کہ اپنے سکھ کا خیال رکھو عاقبت کی خبر خدا جانے اور دھرم رامچندر جی کے لفظوں میں کہتا ہے۔ کہ سچائی پر دنیا کا انحصار ہے اپنے قول کا پاس رکھو حق سے ادھر ادھر نہ ہو۔ دنیا فانی ہے ہم لوگوں نے رامچندر جی کو اوتار مانا ہوا ہے۔ لیکن حقیقت میں جاولی کی بات ہمارے دل پر جمی ہوئی ہے۔ کتنا افسوس ہے۔ کہ ہماری زبانوں پر رام کا نام ہے۔ لیکن ہمارے دلوں پر جاولی کا راج ہے۔

بھرت کا بھراتری پریم

از لالہ کاشی ناتھ صاحب جی فدآ

شری رام آپ اپنی سلطنت کو لیجئے چل کر
نہیں ہے واسطہ کچھ بھی مجھے تخت حکومت سے

زمانے بھر میں نندا ہو رہی ہے ہر طرف میری
نہ ہوتا ہی بہرا بہتر ہے ایسی سخت ذلت سے

بڑے بھائی کے ہوتے چھوٹا راجہ ہو نہیں سکتا
بغاوت کر نہیں سکتا ہوں میں قانون قدرت سے

سبھی اگدی تسلی کرنے کے لئے مشتاق بیٹھے ہیں
اجودھیا باسیوں کے دل کو کھینچئے اپنی محبت سے

عدم موجودگی میں آپ میری ننہال چلے آئے
مجھے ننہال سے آکر ہوا معلوم حیرت سے

نہیں ہرگز کبھی میں راج سنگھاسن پہ بیٹھونگا
تعلق کچھ نہیں مجھ کو ہے شاہی شان و شوکت سے

مہاراج آپ جس تن تاجپوشی کیجئے اپنا
اودھ کو کیجئے خالی غم و رنج و مصیبت سے

سدھارے ہیں پتا بیکنٹھ یہ جا ہے بار آئیے
رعیت کو بچانا چاہیے تکلیف و آفت سے

گذارش کو میری کر لیجئے منظور بھراتا جی
کہے یہ انکسار و عجز سے منت سماجت سے

گوارا حکمرانی ہے نہیں اپنے لئے مجھ کو
پرائے حق کو دیکھا کرتا ہوں میں سخت نفرت سے

مگر آپ چلے تشریف میرے ساتھ محلوں کو
تو میں منہ موڑ دونگا اجودھیا کی حکومت سے

مجھے کشور کشائی ملک گیری ہے نہیں شایاں
کہ سنگت آپ کی بہتر ہے مجھ کو بادشاہت سے

نہایت فخر سے میں آپ کو سلطان دیکھونگا
غرض مجھ کو ہمیشگی آپ کی سوائے خدمت سے

قدم رنجہ اگر فرما نہیں سکتے اجودھیا میں
کھڑاویں ہی مجھے دیجئے کہ دست شفقت سے

بجائے آپ کے مسند پہ ان کو کرکے استھاپن
کروں میں آپ کی جانب سے شاسن [illegible]

وطن کو چھوڑ کر چودہ برس نندی گرام رہونگا
نہیں کچھ واسطہ ہوگا مجھے آرام و راحت سے

بری ہے سب سے وہاں پر بھوگ [illegible]
نہیں مطلب مجھے ہوگا کسی دنیاوی لذت سے

اگر درشن نہ ہونگے چار دہ سال گذرنے پر
فنا ہو جاؤنگا میں آپ کی یاد محبت سے

نہ لی میعاد کے بعد آپ نے گر کچھ خبر میری
بلا شک جان دیدوں گا میں بے یاس و حسرت سے

بھرت کے اصرار پر شری رامچندر جی کا آخری جواب

برف کے ٹکڑے اگر گرمی سے پھٹنا بھول جائیں | آگ سے گر موم کے ٹکڑے پگھلنا بھول جائیں
بھنورے گر کنول پر بھنبھنا بھول جائیں | پربتوں پر بلبلیں تانیں لگانا بھول جائیں
راگ پر بن کے ہرن گر مست ہونا بھول جائیں | بین پر ناگ سیانے ہوش کھونا بھول جائیں
بوستانوں میں اگر غنچے چٹکنا بھول جائیں | جھاڑیوں میں جانور رات نکلنا بھول جائیں
دلدلے کشمیر میں پتھر اگر دھنسنا بھول جائیں | ریت کے ذرے تپیڑ پر چمکنا بھول جائیں
آسماں پہ چاند اور سورج نکلنا بھول جائیں | سرزمیں پر پھول کھلنا تخم کھلنا بھول جائیں
ہونٹ ہنسنا اور رخسارے دمکنا بھول جائیں | کان سننا مردم دیدہ دیکھنا بھول جائیں
سورما تلوار سے گر رن میں لڑنا بھول جائیں | برہمن چار ہی یا سبھی وید پڑھنا بھول جائیں
ایشور بھگتی میں منیشر محو رہنا بھول جائیں | آریہ بھومی پہ گنگا جمنا بہنا بھول جائیں

میں پتا کے حکم کو لیکن بھلا سکتا نہیں
گھر کو چودہ سال تک جنگل سے جا سکتا نہیں

بھرت کا خطاب رامچندر جی کی کھڑاؤں کو

از پنڈت میلا رام صاحب جی وفا

تم کو کیا ہے رام نے حقدار سلطنت | بس تم ہی بعد رام ہو مختار سلطنت
عزت ملی ہے مجھ کو تمہارے طفیل یہ | میں کون ہوں وگرنہ سزاوار سلطنت
ممکن فقط تمہارے سہارے سے ہو گیا | اٹھتا نہ ورنہ مجھ سے کبھی بار سلطنت

تنظیم مملکت کی لیاقت کہاں مجھے
میں کون اور واقفِ اسرارِ سلطنت
تم پہلے سے رام کی ہو راجدھانی یہاں [illegible]
تم سے بڑھیگی زینتِ دربارِ سلطنت
ہر دم عمل کرونگا میں احکام رام پر
تا زندگی رہونگا وفادارِ سلطنت
اب اُن کی واپسی تک اُٹھاؤنگا لے آقا
گردن پہ اپنی بارِ گراں بارِ سلطنت

رشی پتنی انسویا کا اپدیش مہارانی سیتا کو

پتی برت دھرم کے گلشن بینا تمہیں بتانا
سورج کے آگے گویا دیپک ہے جلانا
گھر کے سکھوں کو تج کر بن بیچ دکھ اٹھانا
ناری دھرم تمہیں سے سیکھیگا اک زمانہ
دکھ میں پتی کے دکھ ہے سکھ میں پتی کے سکھ ہے
اور جاننا کسے کیا جس نے یہ دھرم جانا
کہتی ہوں جگ کے سب کچھ ناری دھرم کے لکشن
خود چلتے رہنا ان پر اوروں کو بھی چلانا
پتی دیو ہے گرو ہے اور پوج ناریوں کا
پہلے اسے منا کر اوروں کو پھر منانا
اُتپان گھر کے شیو کا مندر کے شیو کی پوجا
سپنے میں بھی اے سیتا ایسا غضب نہ ڈھانا
گر دھرم ہے تو یہ ہے برت نیم ہے تو یہ ہے
بھگتی کے پھول پتے پتی چرنوں میں چڑھانا
پتی پریم میں ہے جیون پتی روشن ہیں آہو تو
خوش ہو پتی تو پروا کیا روٹھے اگر زمانہ
بس آخری نصیحت میری یہی ہے [illegible]
گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

شوری بھیلنی کا پریم شری رامچندر جی سے

از قلم لالہ دیوان چند صاحب جی پروانہ

سراہوں کیوں نہ قسمت کو جن میرے گھر آئے ہیں
میرا بیاپا ہے جو وہ یہاں تشریف لائے ہیں

بہت مدت سے میں نے جس کو اس دل میں تھا گھر رکھا — نکل باہر وہی گھر سے مجھے آکر دکھاتا ہے
نہیں سمجھے کہ ان میں [illegible] سے ہو میری — وہ اس سنسار کے [illegible] سے مجھے اکثر [illegible] ہے
بجھاؤں کیسے جگہ میں نہیں اتنی جگہ کوئی — مگر اس دل میں آنکھوں میں ہی آکر سماتا ہے
چمن [illegible] حسن ہے اس کا — [illegible] سب ہی نظر آتا ہے
درست کھل گئے در بند تھے جو میرے اندر کے — تری مورتی کا نقشہ اب تو نظروں میں سماتا ہے
بیٹھے پیر چن چن کر جو میں نے جمع کر رکھے — ترے [illegible] اگرچہ [illegible] ہے

دیوانہ وار سجنی ہوں تصدق ان کے چرنوں پر
پڑوں قدموں میں ان کے اب یہی دل میرا چاہتا ہے

شری رامچندر جی کے زمانہ بن باس میں عام طور پر ان کی خدمت وغیرہ ایسے اشخاص نے کی۔ جنہیں لوگ غلط رواج اور جاتی ابھیمان کے بس میں ہو کر نیچ کی پدوی دیتے ہوئے ہیں۔ اور جن کے ساتھ نفرت اور حقارت کا وہ سلوک کیا جاتا ہے۔ جو بحیثیت انسان کے دوسرے انسانوں کے ساتھ کیا جانا مناسب اور روا نہیں ہے۔ لیکن شری رامچندر جی نے اپنے طرز عمل سے جابجا اس موقعہ کا ثبوت دیا ہے۔ کہ یہ لوگ ہمارے اعضا ہیں۔ ان کے بغیر ہمارا گزارہ مشکل ہے۔ ان سے نفرت یا گھرنا کرنی کسی صورت مناسب نہیں۔ اصلی بڑائی اچھے گنوں میں ہے۔ نہ کہ کسی خاص قوم یا جاتی میں پیدا ہونے سے کاش ورتمان اوستھا میں شری رامچندر جی کے نام لیوا ان کے نقش قدم پر چل کر اچھوت جاتیوں کو کم از کم انسان تو سمجھنے لگیں۔

چترکوٹ پہاڑ کا سین

مہاراجہ رام چندر جی کا خطاب سیتا جی سے

اب گرچہ وطن دور ہے یاران وطن دور
جس طرح کہ مرغان قفس سے ہو چمن دور

آنکھوں میں پھرا کرتے ہیں کچھ وہ بیاباں
شاہانہ حکومت کے وہ جلوے ہوئے پنہاں

لیکن ہے یہ لازم کہ ہم آباد رہیں یاں
قسمت کے بدل جانے سے ناشاد نہ ہوں یاں

جنگل کی فضا نے ہے مرے دل کو لبھایا
فطرت نے عجب جلوۂ رنگیں ہے دکھایا

دیکھو یہ چترکوٹ پہاڑ اے مری پیاری
جس پر کہ ٹہلتی ہیں عروسان بہاری

پھولوں سے بھرا دیکھنا اس کوہ کا دامن
دامن یہ خوش آواز پرندوں کا ہے مسکن

راگ ان سے نہیں گو تجھے جنگل کی فضا میں
موسیقیاں بھر دی ہیں قدرت نے ہوا میں

ہے چوٹیاں اس کوہ کی جنگل کو ابھارے
کیا اوج ہے ان پر سے فلک تارے ہیں تکتے

کیا چوٹیوں پہ رنگ جھلکتے ہیں وہ دیکھو
کیا نور کے شعلے سے لپکتے ہیں وہ دیکھو

دیکھو ادھر اک نقرئی خط سا ہے چمکتا
وہ سبزہ ادھر مثل زمرد ہے لہکتا

ٹپکا کمر کوہ میں دیکھو وہ طلائی
وہ لعل سی جھالر کی ہے کیا اس میں صفائی

ہیں چوٹیاں اس کوہ کی جو بن کر ابھرتی
سورج کی شعاعیں ہیں پھر ان پر سے گزرتی

پھر روشنی پھولوں کے سے رنگوں پہ لپکتی
بلور کے ٹکڑوں پہ ہی گر کر ہے ڈھلکتی

گھل مل کے یہ سب رنگ ہیں کیا لا گئے دیکھو
کیا رنگ میں نیرنگ ہیں کھلا گئے دیکھو

دیکھو بنظر غور سے قدرت کا یہ جوبن
وہ کوہ کے پہلو میں درختوں سے ہے تزئین

ہیں حسن پہ مغرور یہ سبزان بہاری
گویا کہ نشاں ان پہ جوانی کا ہے طاری

پھل ان میں ادھر ہیں تو ادھر پھول ہیں پیدا
سایہ ہے کہیں ان میں کہیں نور ہے پیدا

کیا ڈور سے ہے پوشیدہ کہ دیکھے ہیں جھٹ پٹے
وہ ڈالیاں آموں سے لدی آم کی دیکھو
کیا پتیاں املی کی وہ ہلتی ہیں ہوا سے
بانسوں کا وہ جھنڈ لیے پروا سے جھکا ہے
سایہ وہ گھنا دیکھنا کیا روح فزا ہے
اس سایہ میں ہیں یوں جنگل کی اترتی
رنگت جو نکھرتی ہے جنگل کی فضا کی
کھیل اور خوشی میں وہ بسر کرتی ہیں راتیں
ہوتا ہے فراہم جو ہر اک سمت سے باقی
اس زور میں نم پھر وہ نہیں جیتے رہتا
جب سر دشتیوں پہ گذرتی ہیں ہوائیں
خوشبوؤں سے پھولوں کی لدے پیتے ہیں چھینٹے
جھپکے یہ گذرتے ہیں جو آنکھوں پہ پرتی
اس کوہ کے دامن میں جو پتھر ہیں نمودار
ہے سبز کوئی زرد کوئی لال کوئی ہے
کیا کیا یہ نئے رنگ ہیں قدرت نے دکھائے
دن کو تو جتر کوشہ میں طاری یہ سماں ہے
ہو گر شب مہتاب تو منظر ہے یہ پرنور
چوٹی ہو کہ دامن ہو کمر ہو کہ درا ہو
سن رام سے اے رام کی محبوبہ گلفام
دلچسپیاں کیا کیا ہیں بھری اس کی فضا میں

پل پلک کے جو ہیں آگ کی مانند دہکتے
ہر گام میں پتھر نکل آتے ہیں جام کی دیکھو
پھوٹی ہے یہ کیا تیز مہک شاخ حنا سے
پیپل کا درخت اس سبب سے ہے سر اپنا نکالے
سبزہ کا وہ میدان بھی عجب لطف کا ہے
لہلاتی ہوئی سبزہ پہ ہر دم ہے جو گذرتی
آتی ہیں یہاں یوں ہی ہل مل کے ہوا کی
موجیں ہیں یہ ہم عشوہ و انداز کی باتیں
پانی ہیں یہ ٹیلے نور سے ہوتی ہے روانی
ہے شکل میں چادر کے اچھل کود کے رہتا
بھیگی ہوئی شبنم میں گذرتی ہیں ہوائیں
کس لطف سے نرمی سے پہ پتے ہیں [illegible]
بے ساختہ ہوتی ہے بس اک نیند سی طاری
رنگوں سے یہ لیتے ہیں بنے غیرت گلزار
یک رنگ کوئی مختلف اشکال کوئی ہے
کیا پھول ہیں پتھر کے یہ صنعت نے دکھائے
ہو وقت جو شب کا تو عجب نور نہاں ہے
ساری یہ فضا نور سے ہو جاتی ہے معمور
ممکن نہیں جو نور قمر سے نہ بھرا ہو
یہ کوہ کا دامن ہے عجب مسکن آرام
جینے کا ہے گر لطف تو اس آب و ہوا میں

سیتا ہو میری اور میرا لچھمن ہو اگر ساتھ
اس تکلف سے برسوں میں اٹھاؤں نہ کبھی ہاتھ

پنچ ڈبی میں سیتا کا خطاب اون سے

محض جوش عقیدت میں بلا لحاظ وزن اشعار کے لکھی گئی

ظالم نہ دیے ہو میرے اس بیس میں آن کر
تجھ کو دکھاری جان کر بھاگا ہو جیسے آپ کا
پہنے فقر کی گودڑی اور کمر کس ہو باندھا
تو ہے لگائے کیوں لگا داغ اس فقیری جا پہ
سمجھ جو تم نے رکھا ہے سراسر غلط ہو
غلطی بڑی بھاری ہے جواب ہو تم کرنے لگے
کیا یہ نہیں تم جانتے ہیں پتی کس راجہ کی ہو
ہو جائیگا مشکل تیرا بچنا سے ان کے چھوٹنا
کیا بری ساعت تھی وہ جب تم نے نیت بد کی تھی
اگر نیت بری تھی تو نہ آتے اس طرح پر یاں
دغا کا دام یہ تم نے نیا جو اب پھیلایا ہے
نہ میرے ہضم کرنے کی ہے طاقت تم شکر میں
امانت چھینے آئے ہو کس کی تم ارے نادان
سچائی جن کا شیوہ ہے صداقت پر جو قربان ہیں
ادھر کے وہ کتر ہیں اور قسمت کے والا ہیں
جو میری چاہ رکھتے تھے سو تم بھی ان میں ہوئے شامل

میرا اپنے گھر میں نہیں کچھ عاقبت کی خبر کر
تیرا بگاڑا کچھ نہیں تو یہ زبردستی نہ کر
اس ننگ میں ڈھنگ لعنت ہے ایسی عقل پر
کتنا نہ ہائے فعل ہے اس پر بیٹھے بڑا اثر
بن باس سے کہ اس راز کی غلطی نہیں تم کو خبر
کس کو اٹھانے ہو لگے کچھ یہ بھی ہے تم کو خبر
جیتا نہ چھوڑیں گے تمہیں جیسے ہوئی ان کو خبر
گر خیر اپنی چاہتے ہو جاؤ یہاں سے بھاگ کر
کہیں لیجاؤ گے سیتا کو گیا ہے اٹھا گھر پر
بھروسہ اپنے بل پر ہے تو آنے دو تم ہیرا ان پر
خود ہی تم اس میں پھنسو گے کرو تم اعتبار اس پہ
مناسب ہے کہ تو یہ ہی کرو تم اس ارادے پر
جو حق حقدار کا دیوانے ہی پھر سے نہیں بچو دیر
بتا کے اکن بچن پر لات ماری راج دولت پر
جنگل کے وہ پیارے ہیں بیا مجھ کو سر پر
میں جن کی چاہ رکھتی تھی وہی مجھ کو لے آخر

اب اور بھی ویراں ہوا ویرانہ ہمارا

گلشن تھی اگر جسم تو جاں اس میں تھی سیتا | رہتی صفت روح رواں اس میں تھی سیتا
ہر شام و سحر جلوہ فشاں اس میں تھی سیتا | جب میں ہوا صحرا کو رواں اس میں تھی سیتا

مقدور نکالا کس کا زمیں کھا گئی اس کو
یا تیری نظر عرش بریں کھا گئی اس کو

اشجار مجھے اس کا پتہ کیوں نہیں دیتے | پتوں کی زباں ہے تو صدا کیوں نہیں دیتے
مرغان ہوا تم ہی بتا کیوں نہیں دیتے | سیتا کو مجھے جا کے دکھا کیوں نہیں دیتے

انبوہ مصائب نے جو یوں گھیر لیا ہے
منہ مجھ سے ہوا خواہ ہرن نے بھی پھیر لیا ہے

سنبل سے ہے جب قدرت نے لئے گیسوئے سیتا | پھولوں سے تیار عجب رنگ رخ سیتا
نرگس نے لئے چشم سے تیرے ابروئے سیتا | غنچوں سے دہن نکہت گل سے بوئے سیتا

اور نرگس پر جادو سے سیتا تھی ہرن سے
لب لعل سے اور دانت لئے دُرِّ عدن سے

صنعت گر قدرت نے سراپا یہ بنایا | حسن چمن کے ہر اک عنصر حسیں کو کھپایا
وہ پیکر رنگین مری آنکھوں میں سمایا | لیکن مرے برگشتہ مقدر کو نہ بھایا

مجموعہ خوبی کو پریشاں کیا آخر
غربت میں مجھے کشتہ ہجراں کیا آخر

واپس دئے اجزائے رخ و زلف چمن کو | قد سرو کو تو سنبل کو ریحان و سمن کو
لب سونپ دئے بدخشاں کو اور دانت عدن کو | پھر دیدہ سیتا کا ملا سحر ہرن کو

یوں درہم و برہم ہوئی وہ ناز کی مورت
بن آ سکی پھر کس سے اس انداز کی صورت

رام کو سیتا کی یاد

از پنڈت میلا رام صاحب وفاؔ لاہور

پھر رہی ہے دیدہ و دل میں ادائے جانکی
چین آ سکتا نہیں مجھ کو سوائے جانکی

کس طرف جاؤں کدھر دیکھوں کہاں ڈھونڈوں اسے
کچھ نہیں ملتا نشان نقش پائے جانکی

ہو شگفتہ غنچۂ دل آہ مجھ مہجور کا
اے صبا تو ہی کہیں سے لا ہوائے جانکی

کون تھا وہ جو زبردستی اٹھا کر لے گیا
جس کا دل پگھلا نہ سن کر التجائے جانکی

رکھ دیا کیوں کر نہ ظالم کا کلیجہ چیر کر
ہو گئے کیا آہ تیر نالہ ہائے جانکی

کون رہزن پیاری سیتا کو اٹھا کر لے گیا
آہ میرے دُرِ یکتا کو چرا کر لے گیا

دل سنبھلتا ہی نہیں اس کو بچاؤں کس طرح
تھامے ہاتھوں سے کلیجے کو دباؤں کس طرح

ہے جراحت رشک گلشن خار حسرت کی خلش
چیر کر پہلو سے یہ کانٹا نکالوں کس طرح

خندۂ بے تابی سے مجھ پہ [illegible]
آہ ان بیکس یتیموں کو سناؤں کس طرح

بھول صیاد اجا گئی کے [illegible]
آہ بن کو سر پہ نالوں سے اٹھاؤں کس طرح

آہ کیا جانے کہاں ہے وہ گل خوبی نہاں
[illegible] چھان ڈالوں کس طرح

کون رہزن پیاری سیتا کو اڑا کر لے گیا
آہ میرے دُرِ یکتا کو چرا کر لے گیا

آہ یہ سنسان جنگل اور ہیبت ناک بن
اور ہم خانہ بدوش بے دیار و بے وطن

کر دیا قرباں تم نے مجھ پہ سب کچھ جانکی
چھوڑ کر عیش میرے پیچھے تم اجودھیا کا [illegible]

پاس خاطر سے تمہارے ہو گیا مجبور آہ
میں سمجھتا تھا وگرنہ ہے یہ جا دکھ کا [illegible]

آہ کیسی پُر فریب امداد کی آواز تھی
آ گیا رعشہ میں سنتے ہی تمہارا تن بدن

زخم کھائے ہیں جدائی کے بہت خورشید یہ
چین آجائے اگر مرہم لگائے جانکی

سیتا کے اس طور پر چرائے جانے کے وقت بن باس کی میعاد ختم ہونے کے قریب تھی۔ اگر رامچندر جی چاہتے تو یا تو خود ہی اجودھیا میں جا کر فوج وغیرہ سے آراستہ یا بھرت جی سے فوج منگا کر لنکا پر چڑھائی کرتے۔ لیکن آپ نے اس کی کوئی ضرورت نہ سمجھی۔ اور ہمت مرداں مدد خدا کے مصداق آپ نے اپنے ہی قوت بازو سے کام لیا۔ مظلوم سگریو کی دستگیری سے نہ صرف سگریو ہی غلام بے دام ہو گیا۔ بلکہ اس کے ساتھ حسن اتفاق سے سگریو کے ایک نہایت لائق مشیر ہنومان جی کو اپنی خدمات پیش کرنے کا موقعہ مل گیا۔ ہنومان جی کے کارنامے بے نظیر ہیں اور زبان زد عام و خاص ہیں۔ بالی کی سزا دہی بھی چونکہ اس کے ایک برے فعل کی سزا تھی۔ اس نے تارا اس کی عورت اور انگد اس کے لڑکے کو بھی کچھ برا معلوم نہ ہوا۔ تاریخی فریاد دیکھو صفحہ [illegible]

یادِ سیتا

سری رامچندر جی کا ودلاپ سیتاجی کی یاد میں پنچ ہکرنی ندی پہ

از مسٹر فرخ۔ امرتسری

آہ یہ فرحت فزا موسم یہ دلخوش کن سماں — آہ یہ بادِ بہاری کی غضب اٹکھیلیاں
آہ یہ نظارہ ہائے سبزہ و گل ہر طرف — آہ یہ جنگل سہانا غیرتِ باغِ جناں
آہ کیا دلکش ہے اس ندی کی [illegible] — بے خودی میں تیرتی پھرتی ہیں [illegible]

سحاب تیرہ کا یوں فیل بیاباں سا چال چلتا ہے — نہیں ہنسا ہے جیسے ایک جا معشوق سلانی
ہوئی ہے کثرت سے شیدگی باران رحمت سے — زیادہ علم سے ہوتی ہے جیسے عقل انسانی
زمین خور میں بے فائدہ جیسے پانی ہوں — نصیحت جس طرح جاہل کے دل کی دشمن جانی
چمکتی ہے بجلی کوئی دم اس طرح ظلمت میں — گذر جاتی ہے دور خواب میں جیسے عمر انسانی
بجھ کر بادل جیسے پھرتے ہیں اپنے سار زن — کہ جیسے شک دکھلاتا ہو کسی افسانی
یونہیں حشرات کے پانی رفتہ رفتہ جمع ہوتا ہے — اکٹھا جس طرح ہو جزرسی سے گنج پنہانی

پپیہے مور بلبلے شور کرتے صحن گلشن میں
صدائے طوطی وادی ہے کوئل کی خوش الحانی

موسم سرما

از مسٹر پیارے لعل صاحب شاکر میرٹھی

یہ سہانا سبزہ زار اور ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہوا
موسم سرما کی بھی کس درجہ دلکش ہے فضا
یہ وہ موسم ہے کہ جس میں ہے عجب لطف بہار
پھول پانی میں شگفتہ ہیں کنول کے جا بجا
ٹہنی ٹہنی جھک گئی ہے سجدۂ شکرانہ میں
کچھ عجب و دلکش ہے بیلوں کے درختوں کی ادا
غنچے پھرتے ہیں بھونرے اف رے جوش انبساط
اور ہیں سرگرم ترنم طائران خوش نوا
اُجلی اُجلی کانس ہر ایک دشت میں ریش سفید
دیتی ہے برسات کی پیرانہ سالی کا پتا

عابدوں کے دل کو اطمینانِ کامل ہو عطا

جوشِ غم سے مضطرب سرخاب کا جوڑا ہے یوں
گو ہے نظارہ سوادِ دشت کا تسکینِ فزا

دیکھ کر غیروں کی دولت کو وفورِ رشک سے
جس طرح آزردہ ہو کوئی حسودِ ناسزا

پیاس کے مارے پپیہا یوں ہے سرگرمِ خروش
نالہ کش ہو جیسے کوئی منکرِ ذاتِ خدا

ٹھنڈا ٹھنڈا چاند گرمی کی حرارت کے لئے
کر رہا ہے اس طرح جاڑے کی راتوں کو جدا

دور کر دے دل سے اوہامِ پریشاں یک قلم
فیضِ صحت سے کوئی جس طرح پیرِ رہنما

چاندنی بکھری ہوئی ہے اور چکوروں کا گروہ
ٹکٹکی باندھے ہوئے یوں چاند کو ہے تک رہا

جیسے ہو خلوت میں محوِ جلوۂ دیدارِ حق
عابدانِ با خدا و زاہدانِ بے ریا

واہ جاڑے کا بھی موسم کیا نشاط انگیز ہے
ٹھنڈی ٹھنڈی روح پرور ہے عجب بادِ صبا

رام جی کی یاد سیتا کو اشوک باٹکا میں

از سردار نتھا سنگھ صاحب وفاؔ

اگر رام لنکا میں تشریف لاویں اگر رام دکھیا کو درشن دکھاویں

اگر رام گردِ مصیبت اٹھاویں   اگر رام اک بار پھر دیکھ پاویں
تو دل سے پیار اور دو غم دور ہوئے
طبیعت میری پھر سے مسرور ہوئے

رُلاتی ہے مجھ کو جدائی تمہاری   دُکھاتی ہے مجھ کو رُکھائی تمہاری
ستاتی ہے مجھ کو جفائی تمہاری   ڈراتی ہے مجھ کو تباہی تمہاری
نہ دھوکے سے راون نے پھاڑ ڈالا
نہ پورا ہو کر اپنا اختیار ڈالا

تمہیں ہی کی خاطر سیاب بے قرار ہے   تمہیں ہی کی خاطر میرا دل فگار ہے
تمہیں ہی کی مجھ کو یہاں انتظار ہے   تمہیں ہی کی یاد اب میری غمگسار ہے
تمہیں ہی تو کرتا ہو شاد سیتا
تمہیں ہی کر دو تو ہو آزاد سیتا

عضب تم کو خود اپنی ذلت ہے بھولی   عضب تم کو میری مصیبت ہے بھولی
عضب تم کو اودھ کی عزت ہے بھولی   عضب تم کو شاہوں کی عادت ہے بھولی
ہے سب کچھ علم پہ ہو خاموش بیٹھے
ہو شاید سکے اب فراموش بیٹھے

بھلائے ہو کیوں مجھ کو بچھن بھراتا   پھنسائے الم میں ہو بچھن بھراتا
دکھائے میرا دل ہو بچھن بھراتا   نہ آئے ہو لنکا میں بچھن بھراتا
تمہیں شاید راون سے ڈر لگ رہا ہے
مگر مجھ پہ کو وہ ستم ڈھا رہا ہے

ہے ناراضگی مجھ تو چھوڑوائے وہاں   ہے وقت مصیبت بچاؤ میری جاں
ہے عصمت پہ آ گرنی ہو نگہبان   ہے میری گذارش کر جلدی بڑھو یاں

وگرنہ ہے کچھ دن کی مہمان سیتا
مرے گی جہاں سے پُر ارمان سیتا

ہے سارے زمانے میں شہرت تمہاری — ہے معلوم دنیا کو طاقت تمہاری
ہے راون پہ ظاہر بھی عظمت تمہاری — ہے ڈھائی غضب ایک غفلت تمہاری

ہوا ایسا جو بن باس میں آج کل ہو
چراغ نور نگر راگھو کُل ہو

نہ راون کو ہے تم سے لڑنے کا یارا — نہ میدان میں آسکے وہ بیچارا
نہ گھر اور دوکھن سے طاقت میں چارا — نہ آتا بڑھاتا دل اس کو تمہارا

اسی واسطے مجھ پہ ڈھاتا ستم ہے
بڑھاتا میرا درد و کلفت و غم ہے

میرے پران پیارے بہت جلد آؤ — میرے دل کے مالک نہ دیر اب لگاؤ
میرے راحت جاں میرا دکھ مٹاؤ — میرے رام آکر گلے اب لگاؤ

نہیں مجھ میں تاب جدائی وفا اب
یہ ہو سکے ہو سہائی وفا اب

سیتا کا اپدیش راون کو

از لالہ امرناتھ صاحب آہلووالیہ ہوشیارپوری

راون تو کیوں لگا ہے لنکا کا خوں بہانے — احمق تو عقل اپنی کو کر فدا ٹھکانے
مٹ جائیگا او ظالم نام و نشان تیرا — یہ استری کی تو جو عصمت لگا گنوانے
بن باسیوں پہ تجھ کو واجب تھا رحم کھانا — اُلٹا لگا ستمگر تو ہی ہمیں ستانے
کس جا چلا گیا ہے راون گیان تیرا — مجھ کو لگا ہے تو جو الٹا سبق پڑھانے

میدوں کا ہو کے عالم کیا ہو گیا ہے تجھ کو
تیرا دماغ پھیرا کس پس بھری ہوا نے

مجرور دال پہ مورکھ باندھا گیا ہے پلّا
آنکھیں ہیں تیرے رام لچھمن اب تیرا سر اڑانے

ملتا ہے تو مال و زر کا دیتا ہے آج کس کو
تیری نظر میں تیرے سب ہیچ ہیں خزانے

کڑوی کسیلی چیزیں بھاتی ہیں خوب تجھ کو
اچھے نہیں ہیں کھاؤں تیرے لذیذ کھانے

اس فرش قدرتی پر آتی ہے نیند تجھ کو
درکار بس نہیں ہیں یہ مخملی سرہانے

روز نشور دیگا تو کیا جواب غافل
جس دم حساب پوچھا تجھ سے جگت پتا نے

ڈرتا نہیں جرم سے خوف خدا ہی کر تو
لازم نہیں ہے بے بس بندوں پہ ظلم ڈھانے

بار گناہ سے تیری گردن نہیں اٹھیگی
پچھتا کے تو لگیگا پھر [illegible]

کچھ فکر عاقبت کر کھول آنکھ ہوش کی تو
بخشش ہوئی ہے تجھ کو عقل رسا خدا نے

دنیا میں تو نے راون رہنا نہیں ہمیشہ
بالی کی طرف دیکھو آگے ہو تم سیانے

پارہ ہمن مہارانی سیتا کی آرزو

از قلم سردار ہتیا سنگھ صاحب وفا شادیوال

پڑی ہے راون کو دل لگی کی میں ہل ان خستہ عذاب میں ہوں
نکل کر جاؤں کدھر کو اس سے پھنسی میں دست قضا میں ہوں
نہ چین دن کو نہ شوق شب کو رفیق فکر و الم میں ہوں
تو بیج مجھ کو اے میرے ایشور تقاضا [illegible] بیتاب میں ہوں
اسے ہے شوق وصل نے گھیرا مجھے ہے عصمت کی پاسداری
پرکھو یہ کیسا ہے وقت نازک [illegible] میں ہوں
گیا ہے دل کی [illegible] کے [illegible] بنا میں کیا دکھی ان دنوں میں

خبر ہو کیسے یہ رام جی کو میں اس غم بے حساب میں ہوں
نہ کچھ پتہ ہے نہ کچھ ٹھکانہ کہاں وہ پھرتے ہیں غم کے مارے
الم سے جاں میری دب رہی ہے ہیں زرد چہرہ عتاب میں ہوں
رواں ہیں آنکھوں سے اشکِ حسرت جگر پہ چلتے ہیں غم کے آرے
دکھا دے چہرہ پیا سیا کو میں دل جلی اضطراب میں ہوں
نہیں ہے مجھ بن جہاں کی چاہت نہیں خوشی ہے فدا بھی لکھ
تیرے ہجر میں میں جان دیدوں اسی کی طالب جناب میں ہوں
اے جان چل اب نکل پیا بن ملیگا راون سے جز ستم کیا
نہ روک مجھ کو قضا ذرا تو میں موت کی اب کتاب میں ہوں

شیرنی کی گرج

مہارانی سیتا جی کا دندان شکن جواب راون کو

اے راون تو دھمکی دکھاتا کیسے مجھے مرنے کا خوف و خطر ہی نہیں
مجھے ماریگا کیا اپنی خیر منا تجھے ہونی کی اپنے خبر ہی نہیں
تو جو سونے کی لنکا کا مان کرے میرے آگے وہ مٹی کا گھر بھی نہیں
میرے من کا سومیر وہلے گا نہیں میرے من میں کسی کا بھی ڈر ہی نہیں
تو نے سہنسر اٹھارہ جو رانی کری ہائے اس پر بھی تجھ کو صبر ہی نہیں
پر تریا پہ تو نے جو دھیان دیا کیا گھور نرک کا خطر ہی نہیں
آویں اندر زبیندر جو مل کر سبھی کیا مجال جو ستیل کو میرے ہریں
تیری ہستی ہے کیا بنا رام پیا میری نظروں میں کوئی بشر ہی نہیں
کیوں نہ جیت سوئمبر تو لایا مجھے میری چاہ جو تھی تیرے دل میں بسی

تھا تو کون شہر مجھے دے تو بتا کیا سو بُری کی پہنچی خبر ہی نہیں
ہوا سو ہوا اب مان کہا مجھے جلدی سے رام پہ دے تو پہنچا
کہے نعمت وگرنہ تو دیکھیگا کیا تیرے سر کی قسم تیرا سر ہی نہیں

ستی سیتا کی نڈرتا

راون کو منہ توڑ جواب

از لالہ چھیل چند صاحب فلک

ارے مو ہڑ دھمکی نہ دے بس مجھے تیری دھمکی کا ڈر نہیں
نہ غناہ خوف و لا عجب مجھے اس کا خوف و خطر نہیں
میں ہوں آتما ہیں ہوں آتما ہے میرا آدنہ خاتمہ
نہیں ناش مجھ کو ہوں با بقا مجھے مرنے جینے کا ڈر نہیں
مجھے کیا کھڑگ ہے دکھا رہا مجھے کاٹے کو ہے دوڑ رہا
مجھے کاٹنے کا تیر نہیں مجھے تیغ و جبر حذر نہیں
نہیں لطف شوکت و جاہ میں جو رام کی نہ ہو پناہ میں
ہے قسم کہ میری نگاہ میں بنا رام کوئی بشر نہیں
تیرے دل میں پاپ نے راہ کی جو پر استری پہ نگاہ کی
تجھے سوجھی ایسے گناہ کی کوئی پاپ جس سے بتر نہیں
شری رام ماہر جنگ ہیں لئے ہاتھ تیر و خدنگ ہیں
وہ ہیں شیر [illegible] پلنگ میں تجھے بے وقوف خبر نہیں
نہ گھمنڈ کا تجھ پہ حساب ہو دل و جان پہ مفت عذاب ہو
تیری عاقبت نہ خراب ہو کہیں ڈر ہے اور کوئی ڈر نہیں

تجھے کبر شوکت و جاہ ہے تجھے ناز فوج و سپاہ ہے
ترے دل میں کپٹ ہے ڈاہ ہے تیری نیکیوں پہ نظر نہیں
ارے دیکھی تیری بہادری ہے چرا کے لایا پر استری
تجھے موڑھ آتی ہے شرم بھی کہ حیا کا دل میں گذر نہیں
ترے ظلم اور جفاگری سے ہے کل جہاں میں کھلبلی
ترے جور و جبر کے ہاتھ سے ہے وہ کون آنکھ جو تر نہیں
تجھے کیا ستم کا چکھاؤں گی تجھے خون خون رلاؤں گی
تجھے جیتے جی یہ دکھاؤں گی ترا آج کیا ترا سر نہیں
ارے موڑھ فکر حیات کر نہ مجھے ستانے کی گھات کر
ذرا ہوش حواس سے بات کر جو پہنچا موت کے گھر نہیں
سری رامچندر جی کے بان سے لکھمن اور تیز کرپان سے
تیری کیا مجال جو بچ سکے کہ فلک کو اُن سے مفر نہیں

ایک موقع پر جبکہ شری رامچندر جی راون کے ساتھ جنگ کرنے کو چلے۔ تو رتھ اُن کے پاس نہیں تھا۔ وبھیشن نے یہ دیکھ نہایت عاجزی سے کہا۔ کہ مہاراج آپ بغیر رتھ کے راون کے ساتھ کیسے لڑیں گے تو آپ جواب دیتے ہیں۔ کہ متر جس رتھ پر سوار ہونے سے یقینی فتح حاصل ہوتی ہے۔ وہ رتھ اور ہی ہوتا ہے۔ اُس کی تشریح سنو۔
دلیری و شجاعت اُس کے پہیے۔ سچائی اور مروت اُس کے جھنڈے۔ زور عقل نفس کشی۔ پر اُپکار اُس کے گھوڑے۔ عفو۔ رحم دلی۔ برقراری طبیعت رسے ہیں۔ جن سے رتھ بندھا ہوتا ہے۔ ایشور بھجن اور اس کے ساتھ سچا وشواس۔ اُس کا رتھ بان ہے۔ سنتوش کھڑگ۔ خیرات [illegible]

میرے قلبِ مضطرب کی فقط اک امان تو ہے

میں وطن کو کس طرح سے کہو اپنا منہ دکھاؤں ۔۔۔ میں بغیر تیرے کیسے کہو تو اجودھیا جاؤں
سیا کھو چکا ہوں پہلے جو تجھے بھی اب گنواؤں ۔۔۔ یہی اب تو بھلا ہے کہ میں جان پہ کھیل جاؤں

تیا استری برادر مجھے اور وطن بھی چھوٹا
کہو اس طرح کسی کا کبھی ہے نصیب پھوٹا

تیری جان تو میرے دل میں ہے میری جان کیوں نہیں ہو ۔۔۔ میرے تو جسم تم ہو ذرا اٹھو آنکھ کھولو
رہو اپنی نظر میں کب تک اب میری جان محبت تو لو ۔۔۔ نہیں تم میں بھی بچھا تیار مجھے اپنے ساتھ لیلو

میرے بیر لکشمن جی تو تو خوب جانتا ہے
شبِ غم بری بلا ہے شبِ غم بری بلا ہے

غمِ فرقتِ برادر کوئی میرے دل سے پوچھے ۔۔۔ کہ یہ دکھ مہان ہے اور میں کیسے سہ سکے صدمے
میرے دل پہ تیغِ غم کے لگے ہیں یہ جو چرکے ۔۔۔ بھلا آپ ہی بتاؤ مجھے کیسے چین آوے

سیا لکشمن تیرے غم نے مجھے تن بھلا دیا ہے
میری تیرہ روزگاری نے یہ دن دکھا دیا ہے

اے میری سوترا ماتا اور جنک جی مہاں ہیں بخشو ۔۔۔ میں ابھی نہیں تمہاری چلا بن میں آج ہوں کہو
میں تمہارے گھر میں کیسے ہوں گا اے بنجو کو ۔۔۔ میرے پیارے بھرت جی سے کوئی اتنا جا کہو تو

سیا رام لکشمن کی نہ تم انتظار کرنا
نہ تم ان کی یاد میں اب کبھی کو آہیں بھرنا

اے خیالِ جانکی جی میرے دل سے اب نکل جا ۔۔۔ تجھے بہت مصرم کی دیوی کہا ہے اب بچال لینا
وہ کہ جس کے بل پہ ہم کو بڑا اعتبار رہتا تھا ۔۔۔ چلا چھوڑ کر بیچ میدان مجھے آج ہے اکیلا

مجھے فکر پھر سیا کا نہیں اب وصال ہوگا
یہاں تم کو گھر کا درشن مجھکو اب محال ہوگا

میں نہیں سے اساں ہے ملک کی تمام بادشاہت　　گئے تختوں جو میرے کرے لکشمن کو جیت
میں تمام زندگی میں نہیں کھونگا مروت　　کردں عمر بھر میں اس کی آل اولاد کی

یہ کچھ بھلی ہے جو تھی کو فی پھر لے لائے
پرہم استوار نے پھر اس نیکی کی جزا دے

شری رامچندر جی کی اس فریاد اور زاری کو دیکھ لچھمن جی بولے - کہ پیارے بھائی تمہارے ایک ایک آنسو کی قیمت - مجھ لچھمن کی ناچیز زندگی سے کہیں زیادہ ہے - پرماتما کے لئے آنسو بہا بہا کر میرے آتما کو دکھ نہ دو - میرے جیسے تمہارے اور دو بھائی ابھی موجود ہیں - اور تو ہمارے اندھیرے خاندان کا چراغ ملکہ آفتاب ہے - تیری سلامتی نہایت ضروری ہے - میرا غم نہ کھا - رامچندر جی یہ سنکر جواب دیتے ہیں - کہ تیرے بغیر میں اپنا زندہ رہنا کبھی گوارا نہیں کرونگا - بچوگے تو اجودھیا جاؤنگا - ورنہ ایک چتا پر دونوں لاشیں جلینگی - برادرانہ الفت کی ایسی مثال کہیں ملتی ہے ؟ ہاں ایک زمانہ کے بعد ایک شاعر کو یہ کہنے کی [illegible] پڑی ہی کہ

بھاگے ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی
بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہوتے

رام ورلاپ

از لالہ بانکے رام صاحب شاد بجوائری

لکشمن جو جنگ میں شکتی بان سے بے حس دم ہوئے　　دیکھ رگھبیر مبتلائے یاس و رنج و غم ہوئے

آنکھ پھیری تم نے سب چھوڑا گھر میرے لئے — چھوٹ گئے لطف صحبت گرچہ پدر میرے لئے
آج مجھ کو تم ہی اپنے جنگلوں میں چھوڑ کر — آنکھ کیوں تم نے بھی پھیری ہے مجھے چھوڑ کر
منتظر بیٹھے ہوں گے جا کے کیا کیا حال میں — کس طرح بھرت سے بھائی ان رنجیدہ حال میں
جا کے پوچھیں گے اودھ میں سب سے گر ہم — ہونگے بیشک باعث رنج و الم مغموم ہم
کیا سمترا سے کہیں پوچھیں گی خیریت تیری — کیا انہیں کہلائیں گر پوچھیں اماں تمہاری
بھرت ہو خوش گر نہ ہو راج تمہیں نہ ہو — کس طرح ملتے مرا دل آپ ہی آہ کر کہو
مار ڈالوں سے زیادہ اس کا کچھ مشکل نہیں — دشمنوں کا چارہ بیکل تو ڈر دشمن سے با یقین
ہار کر تم کو مگر دشمن کو جیتا بھی تو کیا — دے کے تم کو ہم نے لی لنکا تو جیتا بھی تو کیا
بے ترے ہم نے بسر کی زندگانی بھی تو کیا — خاک صحرائے جہاں کی جی کے چھانی بھی تو کیا
داغ دیکر مجھ کو کیا ایسا گل مقصود کا — سب مزا جاتا رہا اب زیست بے سود کا
ہم سے اے لچھمن ترے بن گھر میں جانا ہے محال — ہو گیا سب جذبۂ حبِ وطن خواب و خیال
نشترِ دل ہو رہے طعنے سے دشمن کے زبان — کی تلاش جانکی میں رام نے لچھمن کی جان
تیر مرنے کا پتہ منہ سے دیا جاتا نہیں — الغرض تیرے بچھڑنے کا ہم سے جیا جاتا نہیں
آدمی کا کام دکھ میں جان کر مرنا نہیں — شاستروں میں بھگتوں کو کہا ہے خودکشی کرنا نہیں
ورنہ کیا ممکن تھا لچھمن اس طرح ہو دردناک — ان سے پہلے خودکشی سے ہم نے کی جاں ہلاک
پھٹ کے جائے زمیں مجھ سے نہ ہو تو سنگدل — منہ کو پھیلا کے میری اچھی مجھے جاؤ نگل
ٹوٹ پڑتا ہی نہیں مجھ پر یکایک آسمان — اب کہاں ہیں تیری جور و جفا کی خوبیاں
مجھ میری سپرانی کر رونا کام ہے عورت کا — حیف فنا آخر کو ہے سب کا ہے پھر کس بات کا
جبکہ اپنی زندگی بے لچھمن دشوار ہے — پر خطر ہیں سب گئے با یقیں ہمت مگر درکار ہے
کر بہت باندھے لچھمن کو لے کے آیا ہے — ہے یہی مردانگی وقت بلا اوجھل نہ جائیے

ملک امید ہمت بخش رگھوبر شاد ہو

تیرے ہونے سے دل انساں سدا آباد ہو

رامچندر جی کی تصویر غم۔ لچھمن کی مورچھا پر

یاس کا عالم ہے اور قدرت پہ چھائی ہوئی
ہے شبِ غم سے سیاہی ہر طرف چھائی ہوئی

شور دریا میں عیاں ہے ایک انداز فغاں
آرہی ہے قطرہ قطرہ سے آواز فغاں

بن گیا ہے چشمِ گریاں کی طرح ہر برگ تر
اور شمال غمزدہ ہیں سرنگوں سارے شجر

ماتمی ہے یہ شب تاریک کا روئے سیاہ
یا پریشاں ہیں کسی کے غم سے گیسوئے سیاہ

رنگ لایا شکوۂ رفتار دہر و جورِ چرخ
خود ہی گردش سے ہیں مضطر کرۂ ارض و چرخ

ہے سمندر کا کنارہ اور صحرائے عظیم
ملک لنکا کی زمیں ہے اور اک لشکر عظیم

سوز افزا ہے میان فوج اک عنا جواں
کثرت ذرات میں خورشید ہے جلوہ فشاں

لمعۂ اقبال پیدا ہے فروغ حسن سے
شان یکتائی ہویدا ہے فروغ حسن سے

ایک لشکر میں نظر آتے ہیں آثار ملال
اور رخ افسر سے بھی ہوتا ہے ظاہر ملال

آہ یہ وقفِ الم ہے کون راجہ رامچندر
یہ غریق بحر غم ہے۔ کون راجہ رامچندر

سر جھکائے ہاتھ پر تشویش و حیرت کیساتھ
دیکھتا ہے آہ یہ کس کی طرف حسرت کیساتھ

اک جوان خوبرو غلطاں ہے اس جا خاک پر
سر رکھے ہے رام کے زانو پہ اور خود بے خبر

آہ غش میں حیف یہ کس کے لئے شیون ہے آہ
کون ہے یہ رام کا بھائی برادر لچھمن ہے آہ

دیکھتا ہے رام بس اس بھائی کی طرف
کس حسرت سے نگراں ہے برادر کی طرف

بوسہ لیتا ہے رخ رنگیں کا گاہے پیار سے
گر ٹپک پڑتے ہیں قطرے دیدۂ خونبار سے

دیکھتا ہے سمت چار دن حیرانی کیساتھ
اور تکتا ہے وہی منہ پھر پریشانی کیساتھ

ایثار کی عجیب مثال۔ جب ہنومان جی سنجیون بوٹی لا رہے تھے۔ تو

بھرت جی نے دشمن کا بان اڑتا دیکھ انہیں نیچے اتار لیا۔ اور اصل
حال معلوم ہونے پر بعد اظہار افسوس بھرت جی نے رام لکشمن اور سیتا
کا حال معلوم کرنے کے لئے ماتاؤں کو بھی وہاں بلایا۔ لچھمن کی حالت
معلوم کر کے سومترا بولی کہ میں آج پتروتی ہوئی۔ کہ میرا لڑکا اپنے
بھائی پر سے قربان ہوا۔ ماتا کو خفا پا یہ سن کر ہنومان جی سے کہنے لگیں
کر رامچندر جی کو میرا یہ سندیسہ دیدینا۔ کہ اجودھیا واپس آنا ہووے تو بیٹا
لکشمن کو ساتھ لیکر آنا ورنہ جہاں وہ جائیں تم بھی جانا۔ ایسی ماتائیں اب لہاں
موجودہ زمانہ میں تو [illegible] کی عداوت ضرب المثل ہے۔

لچھمن کے شکتی بان لگنے پر رامچندر جی کی فریاد

از پنڈت میلا رام صاحب جی وفا۔

کیوں تم بھی مجھے داغ دیے جاتے ہو لچھمن
کیا کم تھی مرے واسطے سیتا کی جدائی
کیوں خون کے آنسو مجھے رلواتے ہو لچھمن
ایسا نہ کرو بھائی دہائی ہے دہائی

کچھ ٹوٹنے والے نہ تعلق تھے ہمارے
اب دل نہیں لگتا اگر آنکھیں تو ملاؤ
سوتا ہوں سرِ شام سے بالیں پہ تمہارے
اٹھو ذرا اٹھو۔ میری ڈھارس تو بندھاؤ

گرتا تھا پسینے پہ مرے خون تمہارا
اب گریہ خوں ہیں پہ مرے اف نہیں کرتے
دیتے تھے مجھے فرقت سیتا میں سہارا
حالت پہ مری آج تاسف نہیں کرتے

تم جاؤ اٹھو جا مرے سینے سے لگ کر
اچھی نہیں یہ حکم کی تعمیل میں تاخیر

کرنا ہے ابھی کشور لنکا کو مسخر — اس درجہ مناسب نہیں تعجیل میں تاخیر

راون کو میں کس بل پہ بھلا مار گرایا — بازو تو تمہیں طاقت بازو تو تمہیں ہو
کس ہاتھ سے ہتھیار کو اب ہاتھ دکھایا — میداں میں کیا جاؤ گے جب تم ہی نہیں ہو

پائیگی نہ جب تم کو میرے ساتھ وہ خوشخو — بے ساختہ سر پیٹ کے رہ جائیگی سیتا
آرام نہیں آئیگا اس کو کسی پہلو — رو رو کے تجھے اور بھی رلوائیگی سیتا

آتے ہیں سر خاتمۂ بلس کے ایام — کس منہ سے سوترا کو دکھاؤنگا میں حسرت
پوچھیں گی اگر مجھ سے کوشلیا تو سر عام — دیگی نہ مجھے طاقت گفتار ندامت

راون کی مہاراجہ رام چندر جی کو آخری نصیحت

از مسٹر شنکر دہلوی

بس الوداع ہے رگھبر اب تو میں جا رہا ہوں
افعال جو تھے میرے پھل اُن کا پا رہا ہوں
پیمانہ زندگی کا لبریز ہو چکا ہے
بحر حیات میں اب میں ڈگمگا رہا ہوں
تھی گرچہ مجھ کو رگھبر تم سے بڑی عداوت
بغض اور کینہ دل سے اب تو مٹا رہا ہوں
اب وقت آخری ہے تم کان دھر کے سننا

محو حیرت ہوں بھرت کو محو حیرت دیکھ کر
غیر حالت ہو رہی ہے غیر حالت دیکھ کر

باعث صد خرمی عاشق ہے گو وصل یار — پوچھئے عاشق کے دل سے لطف انتظار
وصل و ہجر یار دونوں کو نہیں ہے پھر قرار — باغ میں بعد از خزاں ہے آمد فصل بہار

زندگی میں لازم و ملزوم ہیں امید و یاس
وہ نظر آتے ہیں شاداں تو کہیں ہیں اداس

ختم ہونے پر جب آ جاتی ہے فرقت کی گھڑی — اور زدروں سے امنڈ آتی ہے اشکوں کی جھڑی
پاؤں تھک جاتے ہیں جب ہو منزل کڑی — رنج و غم ہیں جانے والے یہ مصیبت ہے کڑی

آخری بس چند گھڑیاں رہ گئیں بن باس کی
رو رہے ہیں دیکھیے بیٹھے [illegible] بھرت جی

پھنس گئی گرداب غم میں کشتیٔ امید و یاس — قلب مضطر ہے مرا آرام جاں ہے دور ہے اداس
گر نہ آئے وعدہ پر تو خاک ہو جینے کی آس — رو رہے ہیں اس لئے دل کی لگی [illegible]

ہو گئے چودہ برس بس آج کا دن رہ گیا
کچھ خبر آئی نہ اب تک کچھ نہ آنے کا پتا

بھول بیٹھے ہیں غضب کیا جان کر مجھ کو برا — لکشمن شاباش تجھ کو تو چرن سیوک ہوا
مجھ سے تھے ناراض ما تھ اپنے نہیں مجھ کو لیا — کیا قصور ان کا ہے یہ سب میری قسمت کی خطا

زندگی کی آس کیا جب موت دربانی میں ہے
پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے

وہ اگر دل میں کریں میری خطاؤں پر خیال — پھر بھلائی ہو میری دنیا میں ہے امر محال
ہے مگر اتنی تسلی جانتے ہیں دل کا حال — وہ دیالو ہیں نہیں اس میں ذرا بھی قیل و قال

میرے دل کی جانتے ہیں وہ [illegible]

رام کا داخلہ اجودھیا میں

از مسٹر چنڈی پرشاد صاحب شیدا دہلوی

آج اترائی ہوئی پھرتی ہے ہر سمت نسیم　　پھولے جاتے ہیں سماتی نہیں کیوں گل کی گلیم
چمن دہر ہے کیوں رشک دہِ باغ نعیم　　غنچے گلشن میں چٹکتے ہیں کہ گرما ہے کلیم

طور ذروں کا لیے جلوۂ طور کو شرماتے ہیں
فرش رہ بین کے مہ و مہر سمجھے جاتے ہیں

کس کی آمد ہے کہ ہر سمت ہے اک جلوۂ نور　　گرم ہنگامہ ہے وہ سرو ہمہ شعلۂ طور
ذرہ دیوار سے پیدا ہے وہ عیش و سرور　　دور عشرت کا ہے وہ پیر فلک ہے مخمور

ہر کے لب پر مئے مسرت کی یہاں چلتی ہے
جام الفت میں ہے عیش طرب [illegible]

کون آتے ہیں کہ جنت کا سماں ہے گھر گھر　　ہے بنارس کی سحر شام اودھ کا منظر
شاد و شاد آج نظر آتا ہے ہر فرد بشر　　دل کی فرحت کا پڑا عکس [illegible] جگر

فرط شادی سے ہر اک جسم میں [illegible] جاں
خون کے بدلے سرور آج رگوں میں ہے رواں

باغ فردوس سے کھینچ کھینچ کے سرور آیا ہے　　تن میں جاں آئی ادھر چشم میں نور آیا ہے
دور سے کون طبیعت کا غیور آیا ہے　　کون وہ رشک وہ جلوۂ طور آیا ہے

خاک پا جس کی ہمیں یہ بام نشیں ہوتی ہے
جس کے قدموں سے زمیں عرش بریں ہوتی ہے

دوستوں کے لیے اک صدق و صفا کی صورت　　چشم بد بیں کے لیے تیر قضا کی صورت
دردمندوں کے لیے رحم و سخا کی صورت　　اور بھگتوں کے لیے حرف دعا کی صورت

دل کے آئینے کا منظر وہ بشر آئینہ ہے
جو ہے جیسا اُسے ویسا ہی نظر آتا ہے

زندگی بخش مسرت کے پیام آتے ہیں — جانکی جی کو لئے لچھمن و رام آتے ہیں
صدقے ہوتی ہے طلب پہ جو بیام آتے ہیں — بندگی کرنے کو دنیا سے سلام آتے ہیں
مرتبہ ان کا جہاں بھر سے ہے دونا دیکھو
ہے حیاتِ بشری کا یہ نمونہ دیکھو

باپ کا حکم بجا لائے جو ارشاد ہوا — گرم اور سرد زمانے کی نہ کچھ کی پرواہ
میلِ خاطر پہ جبیں پر نہ شکن تھی اصلا — دل یہ قابو تھا خوشی رنج و یکساں سمجھا
قدرتی سے رہے چودہ برس جنگل میں
مہا فقر کا رہا جلوہ چھپا با دل میں

راون سے رزم میں آکر وہ مقابل جو ہوا — دم میں پھر کیفرِ کردار کو راون پہنچا
سرِ بدبخت جو گردن سے جدا ہو کے گرا — ظلم نے حد کا زمانے میں نتیجہ دیکھا
سچ ہے یہ ظلم کے اطوار برے ہوتے ہیں
آپ شمشیر سے سفاک ہی سر دھوتے ہیں

دن دسہرے کا اسی فتح کی دیتا ہے خبر — جلوہ افگن ہے سری رام کا جلوہ گھر گھر
ملک گیری کی ہوس تھی نہ تھی وہ طالبِ زر — ظالموں سے ہو زمین پاک یہ تھا مدِ نظر
صورتِ نقشِ وفا اہلِ نظر آئے تھے
کاملیت کے نمونے کے بشر آئے تھے

دوسری بعدِ ظفر منظرِ عالی کی ہے رات — دیپ مالا جسے کہتے ہیں وہ اس کی ہے رات
روشنی نور فگن شانِ جلالی کی ہے رات — حسن ریزی کے لئے طرزِ جمالی کی ہے رات
ایک ذرہ بھی اگر اس کا تعلق ہو جائے
دیکھ کر شام کو دن اس پہ تصدق ہو جائے

شانِ زربفت شباسات کا کالا کمبل — ٹھنڈے آئے ہیں مسرت کے عجب دل بادل

اپنی رعایا میں سے ایک ادنےٰ حیثیت کے آدمی کی رائے کا بھی پاس کرنے اور اس کی بنا پر اپنی پتی برتا استری کو گھر سے وداع کر دینے میں شری رام نے بے شک جمہوری جذبات کے لیئے یا عام رائے کے لیئے سنمان کا آدرش پیش کیا ہو۔ لیکن واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جمہوریت کی رائے کا پاس کرنے کی بھی کوئی حد ہے۔ کسی کی خاطر اسے پر کسی کو اس کے جائز حقوق اور [illegible] آرام سے محروم کرنا کسی صورت میں درست نہیں ہے۔ یہ بھی تو کوئی انصاف نہیں ہے۔ کہ کسی کو بغیر دیئے موقعہ صفائی کے ملک بدر کیا جائے۔

فغان سیتا

از شریمان چرنجی لال صاحب پریم۔ لاہور

تڑپتی ہوں شب و روز آہ غم میں مبتلا ہو کر
رہے آرام سے کیا مین پانی سے جدا ہو کر
بہار چند روزہ پر نہ بھول اے بلبل شیدا
ہمارا گلشن امید سوکھا ہے ہرا ہو کر
تمنا تھی کہ باقی دن شری چرنوں میں کاٹونگی
میں اپنی زندگی سمجھونگی رہنا نقش پا ہو کر
مگر نقش تکدر میری پیشانی پہ ہنستا تھا۔
لکھا تھا رام سے سیتا کا یوں رہنا جدا ہو کر
بڑی مشکل سے بلبل روئے گل کو دیکھ پاتی تھی
ابھی تھی چھوٹ کے آئی قیدِ راون سے رہا ہو کر

رامائن سے سبق

سکشا دے رہی ہے ہم کو رامائن اتی بھاری
ایک سمے میں ایک پرش نہ بیاہے زیادہ ناری

برودھ اوستھا میں دشرتھ کی اس سنہ بات بھلا ٹھانی
راج چھوڑ بن گئے رام سپتنی آگیا سر دھاری

اب تو پتا کے لئے پتر جن چاہتے ہیں گرفتاری
راج محل کے سب سکھوں پر اک دم ٹھوکر ماری

بن میں گئی پتی کے سنگ میں ستونتی سیتا ناری
وپت سمے میں سنگ رام کے تھی لکشمن تیاری

اب تو خون پئیں بھائی کا دیں مقدمے جاری
راج تاک کی گیند بنا کر کھیلن لگے کھلاری

ادھر رام اُس طرف بھرت دونو نے ٹھوکر ماری
چرن پادکا دھری تخت پر یہی بات وچاری

سادھو بن کر رہا بھرت نہیں بنا راج ادھیکاری
رام لکھن نے سوپ نکھا کو کیا کہہ کر للکاری

اب جان دیکھیں چکنی مٹی پھسل جائیں وبھچاری
لکشمن سیس جھکاتا تھا کہہ سیتا کو مہتاری

ہائے آج کل تو بھابھی کو کہتے آدھی ناری
کامی راون نے سیتا کو کشٹ دئے اتی بھاری

پھر بھی اپنا دھرم بچا کر آئی جنک دلاری

لالچ اور تلوار سے وڈ کر سیا نہ ہمت ہاری
تھوڑے سے بچے سے دھرم گنوائیں ماٹے آجکل ناری
تھا پنڈت وودوان [illegible] دیکھو آنکھ اُگھاری
ہمرا مانس پیدا [illegible] ہرن سے [illegible] اتاری
تن من سے رہا سیوا اُس کا [illegible] | [illegible] جو شانت بیچے دوس نگاری
بھگت [illegible] بھائی [illegible] | اچھی سنگت میں تم جا دیکھئے چند ریکھا ری

مریادا پرشوتم شری رامچندر جی کے حضور میں

(از لالہ تلوک چند صاحب جی محروم)

موہنی مورت تیری دل کے صنم خانے میں ہے
تو ہے دل میں یا چراغِ طور کاشانے میں ہے
تیرے ہی جلووں سے اے شمعِ سرِ راہِ ہدیٰ
ایک بیتابی سی دلکش جان کے پروانے میں ہے
تیرے فرزانوں نے پایا عشق جس کا نام ہے
عقل کہتے ہیں جسے وہ تیرے دیوانے میں ہے
جو سرورِ جانفزا بخشا تصور نے ترے
وہ نہ ساغر میں نہ مینا میں نہ پیمانے میں ہے
وہ کتابِ پاک ذکرِ خیر جس میں ہے ترا
گنجِ راحت گویا دنیا کے ویرانے میں ہے
نعرہ کرتے ہیں کہاں گیا خوابِ جنت کے مزے
کس قدر تاثیرِ تسکیں تیرے افسانے میں ہے

تارا کی فریاد

از منشی جگت موہن لعل صاحب رواں ایم۔ اے ایل ایل بی[1]

آلودۂ خاک و خوں میں پڑا تھا زمیں پہ بال
سوئے جنوب پاؤں تھے سر جانبِ شمال
بیٹھا ہوا سکوت میں تصویر کی مثال
تھا اشک ریز بالی کا فرزند خستہ حال
سگریو چپ تھا بالی کے قاتل خموش تھے
چہرہ کا رنگ فق تھا اڑے سب کے ہوش تھے
عالم کچھ اس طرح کی اداسی کا تھا وہاں
چھایا ہوا تھا چاروں طرف موت کا دھواں
کھینچتا وہ تھا پاؤں کا زخمی کے ہر زماں
بھرتا وہ کروٹوں کے بدلنے میں سسکیاں
حالت تھی ایسی نزع میں مجروحِ زار کی
تصویر کھنچ گئی تھی دلِ بے قرار کی
نظریں اٹھیں ہر ایک کی اک سمت دفعتاً
آتی ہوئی دکھائی دی اک شعلہ پیرہن
غم کی شبیہ نقشِ الم۔ صورتِ محن
پژمردہ مثلِ برگِ خزاں دیدۂ چمن
شدت یہ رنج کی تھی کہ بیکار تھے حواس
گیسو الجھ کے لٹکے تھے شانوں کے آس پاس

[1] یہ نظم صفحہ ۹۵ پر یاد سیتا کے بعد آنی چاہیئے تھی۔ مگر غلطی سے وہاں درج نہیں ہو سکی۔

آکر قریب بال کھڑی ہو گئی وہ حور
میں اتنے فاصلے پہ کہ نزدیک اور نہ دور
حالت یہ کرب کی تھی کہ دم کرتا تھا غفور
بولا نہ کچھ کوئی۔ مگر اتنا ہوا ضرور
بسمل نے چشم یاس سے ایسی نگاہ کی
دشمن جو دیکھتے تھے انھوں نے بھی آہ کی

خاموش تھوڑی دیر رہی وان وہ سرفروش
تسخیر کر رہی تھی یہ گویا مئے خموش
نظریں پکارتی تھیں کہ سر ہے وبال دوش
محویت اس قدر تھی۔ نہ تھا تن بدن کا ہوش
بیٹھے تھے گرچہ اپنے پرائے ادھر ادھر
اس کو سوائے بال نہ آتا تھا کچھ نظر

گھٹنے لگے خیال ہوئی رفتہ رفتہ کم
مشکل ہوا سکوت سے اظہار رنج و غم
ایسی نظر سے جس میں تھی حسرت نصیب الم
دیکھا بہ سمت رام پئے شکوۂ صنم
یہ ایک بار آ کے صدا لب پہ رک گئی
جن سے گلہ تھا ان کی نظر لے کے جھک گئی

جب شکوۂ خموش ہوا رام سے تمام
تارا بلک کے یوں ہوئی شوہر سے ہمکلام
اب جی کے کیا کروں گی رہا کیا جہاں میں کام

اونہیں کو درشٹ بلو کے جوئی تا ہے یہ سے کچھو پاپ نہ ہوئی
ارتھ (چھوٹے بھائی اور بیٹر کی استری ۔ بہن اور
اپنی بیٹی یہ چاروں ایک سمان ہیں ۔ اونہیں جو بری نظر
سے دیکھتا ہے ۔ اس کے مارنے کا کوئی پاپ
نہیں ہوتا)
تمہاری کرتوتوں کو دیکھ کر میں تمہیں ڈنڈ دینے
کو مجبور ہوگیا ۔ اور یہ برداشت نہ کر سکا ۔ کہ تمہیں اسی
حال میں چھوڑ دوں ۔ کیونکہ چشم پوشی کرنے کی حالت میں مجھ
پہ دوش لگتا تھا ۔ میرے نزدیک ذاتی دشمن سے ایسا شخص
زیادہ کشتنی اور گردن زدنی ہے ۔ جو دنیا میں پاپ کا بیج بوتا
ہے ۔ بالی نے جب ان باتوں کو غور سے سنا ۔ تو شرم سے آنکھیں
نیچی کرلیں ۔ اور اپنی حالت پر پشیمان ہو کر پچھتاپ کیا ۔ مگر
اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت
زبان میں طاقت نہ تھی مگر اشاروں سے سب کو یہ کہا ۔
من نہ کردم شما حذر بکنید

امام ہند

از ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم-اے پی ایچ ڈی
بیرسٹر ایٹ لاء لاہور

لبریز ہے شرابِ حقیقت سے جامِ ہند
سب فلسفی ہیں خطۂ مغرب کے رامِ ہند
یہ ہندیوں کے فکرِ فلک رس کا ہے اثر
رفعت میں آسماں سے بھی اونچا ہے بامِ ہند
اس دیش میں ہوئے ہیں ہزاروں ملک سرشت
مشہور جن کے دم سے ہے دنیا میں نامِ ہند
ہے رام کے وجود پہ ہندوستاں کو ناز
اہلِ نظر سمجھتے ہیں اس کو امامِ ہند
اعجاز اس چراغِ ہدایت کا ہے یہی
روشن تر از سحر ہے زمانے میں شامِ ہند
تلوار کا دھنی تھا شجاعت میں فرد تھا
پاکیزگی میں جوشِ محبت میں فرد تھا

غلط باتیں بتلانے کی غلط رستہ بتلانے کی   سزا ہے الغرض جو ایسے پاپوں سے کمائی

ملے اس سے کہیں لاکھوں گنا بہتر ہے بھوکھ

اگر بن پاس میں بھائی کے سا[illegible] ہو

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ

ہنسی آتی ہے مجھے بس حضرت انسان پر

فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

ہم خود غرضی کا شکار یہاں تک بنے ہوئے ہیں۔ کہ حق ۔ ناحق اور اپنے پرائے کی تمیز کرنا جانتے ہی نہیں اپنے نفع کا یہاں تک خیال اور پاس ہے۔ کہ اس کی خاطر دوسروں کے گلے کاٹنے سے بھی دریغ نہیں۔ گر تو یہ تو ہمارا یہ ہے۔ اور الزام لگاتے ہیں وقت موجودہ پر۔ چاروں یگوں کی جو تعبیر کی جاتی ہے۔ ممکن ہے وہ ہی کسی حد تک درست ہو۔ لیکن میرے خیال میں جس طرح یہ کہا جاتا ہے۔ کہ انسان اپنی قسمت کا معمار آپ ہے۔ ایسے ہی اچھا یا بڑا یگ لانا بھی بہت حد تک ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ کیا بھرت جیسے بھائی اب نہیں بن سکتے۔ کیا ایک بھائی کے پسینہ پر اپنا خون بہانے والے بھائی پیدا ہونے ناممکن ہو گئے ہیں۔ کیا یہ مثالیں بھی ہمارا رُخ نہیں بدل سکتیں۔ سب کچھ ہو سکتا ہے صرف تھوڑی سی قربانی کرکے ریتدا[illegible] کرنے کی کسر ہے۔ ہم ست یگ کو حقیقت میں لانا نہیں چاہتے۔ پڑتا تا آپ ہی ہم کو وہ بدھی پردان کریں۔ کہ ہم

ہرچہ بر خود نپسندی بر دیگراں مپسند

کے عامل ہوتے ہوئے تمام نبی نوع انسان کے ساتھ وہ سلوک کریں

فہرست مضامین

جیتی جاگتی مورتیں

یہ نام اُس قابل قدر دھارمک کتاب کا ہے کہ جو مُردوں کو زندہ اور بُزدلوں کو شیر بنانے والی ہے۔ دھرم پر قربان ہونے والوں کے واقعاتِ زندگی ایسی موثر پنجابی نظم میں لکھے گئے ہیں۔ کہ پڑھتے پڑھتے آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ آواز کا صاف صاف نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دلچسپ بھی ایسی کہ بغیر ختم کئے ہاتھ سے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ صاحبان! مبالغہ کی بات نہیں۔ یہ تعریف بالکل صحیح اور بجا ہے کتاب کا مضمون ہی ایسا دردانگیز ہے۔ کہ ہندو قوم کو آٹھ آٹھ آنسو رلانے والا ہے۔ کتاب کے پہلے باب میں معصوم صاحبزادگان، گورو گوبند سنگھ جی کی شہادت کا حال ایسے برجستہ اور واضح الفاظ میں لکھا گیا ہے۔ کہ دونوں راج کنوروں کے دیوار میں چنے جانے کی ہوبہو تصویر کھنچکر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ دوسرے باب میں بھائی منی سنگھ جی کے بند بند کٹوانے اور دھرم پر قربان ہونے کا حال ایسے عمدہ پیرائے میں قلمبند کیا گیا ہے۔ کہ برسوں کا واقعہ تازہ ہو کر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے تیسرے باب میں بھائی تارو سنگھ جی کی دلیری استقلال اور شہادت کا نقشہ ایسے پُرجوش اور دردناک الفاظ میں اُتارا گیا ہے۔ کہ جس کے پڑھنے سے انسان بے اختیار چیخ اُٹھتا ہے۔ چوتھے باب میں سبیگ سنگھ۔ اور سباج سنگھ

جی کی دردناک شہادت کا مفصل ذکر ہے ۔ علاوہ ازیں ایک
لاڈلی اور سہیلی بھی ہے ۔ جن کی تعریف بحرف ظرافت نہیں کی
گئی ۔ الغرض یہ کتاب تمام بچوں ۔ بوڑھوں اور مستورات کے
پڑھنے اور ازبر کرنے کے لائق ہے ۔ ہر ایک ہندو گھر میں اس
کتاب کا ایک نسخہ ضرور ہونا چاہیئے ۔ قیمت اردو ۵/ گورمکھی ۶/
صرف بلی دان صاحبزادگان گورو گوبند سنگھ گورمکھی ۳/

جیمل وفتا کی شہادت } قلعہ چتوڑ کی مشہور لڑائی راجپوتوں کی جرات و مردانگی خورد سال بچوں و مستورات
کی جان نثاری کے حالات دلکش اور موثر پنجابی نظم میں حوالہ قلم کئے گئے ہیں قیمت رعایتی [illegible]
مصنفہ لالہ [illegible] صاحب تخلص غمناک

کارنامہ سردار ہری سنگھ نلوہ } اس کتاب میں شیر پنجاب مہاراجہ
رنجیت سنگھ جی کے مشہور عالم جرنیل نصرت جنگ بہادر کے حالات زندگی کہ جس کے
نام سے ابھی تک سرحد کابل پر بیٹھا ہوا ہے ۔ درج ہیں قیمت رعایتی ۳/

مصنفہ غمناک ۔ اس کتاب میں
شیر دلیر راجپوتوں کے کارنامے } مہاراجہ سلادتیہ گوہ پال [illegible]
جیسی اور مہارانی پدمنی اور علاؤالدین خلجی کی لڑائیوں کے حالات درج ہیں قیمت رعایتی ۳/

مصنفہ بھائی گوردیال سنگھ جی المشہور بھائی
گوردیو اُپماں } گورو اس سنگھ جی اُداسی یعنی استتی گورو نانک جی مہاراج
بطرز بارہ ماسہ کبت دوہرہ وغیرہ قیمت ولایتی ۱/

ملنے کا

دیوان چند گنگا رام تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور

مذہبی عوام پر اس خیال کو ظاہر کیا۔ کہ انسان ایک نسل ایک خاندان اور
ایک خون سے ہوتے ہوئے بھی آپس میں فساد عناد جھگڑے پیدا کر سکتا ہے۔
ہاں اگر عادات کی عمدگی اور کریکٹر کی بلندی کو اس نے اپنا معیار بنایا ہے۔ تو
وہ مزید اتحاد اور امن قائم رکھ سکتا ہے۔ کتاب نہایت نفیس ہے۔ خیال میں جدت
اور لطیف جدت ہے۔ مگر پر لطف یہ کہ جدید خیال کو دلیل اور بیان سے ثابت
کیا گیا ہے۔ میں عوام سے سفارش کرتا ہوں۔ کہ وہ ایسی نفیس اور بے بہا کتاب
کا ضرور مطالعہ کریں۔ تاکہ وہ ایک ایسی برکت سے جو انسان کے لئے لازمی ہے
محروم نہ رہیں۔ (مشربیان لالہ چیدامی لعل صاحب قمر ایڈیٹر اخبار سوداگر میرٹھ)

پنجاب کے مشہور شاعر منشی کریم الدین صاحب ناظم بٹالوی حال مدرس فارسی
مشن ہائی سکول امرتسر اپنی ایک پرائیویٹ چٹھی میں جو آپ نے مصنف کے نام لکھی
ہے تحریر فرماتے ہیں۔ واقعی آپ کی یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے۔ اور اپنے مضمون
کے لحاظ سے اگر دنیا میں نہیں۔ تو غالباً ہندوستان میں یہ پہلی کتاب ہے۔ جو آپ نے
اس انوکھے اور نئے مضمون کے سانچے میں ڈھالی ہے۔ مناسب ہے کہ ہندوستان
کے ہر فرقے اور ہر مذہب و ملت کے لوگ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کتاب کو
سر اور آنکھوں پر جگہ دیں۔ میرے خیال میں سررشتہ تعلیم کے نصاب میں جہاں اور تاریخی
کتب داخل ہیں یہ کتاب بھی اُن کے ساتھ بطور تتمہ یا تکملہ شامل ہونی چاہئے میں
اس سے زیادہ اور کیا عرض کروں۔ کہ آپ نے ان دو گریبانوں کے چاکوں کو رفو کرنے
کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ جو شامت اعمال سے دن بدن بڑھے جا رہے ہیں خدا
کرے کہ آپ کی یہ کوشش اور محنت بار آور ہو۔ اور ملک و قوم کے حق میں مفید ثابت ہو۔ اور خداوند تعالےٰ
آپ کو اس نیک کام اور نیک نیتی کی جزائے خیر دے۔ لکھائی چھپائی و کاغذ عمدہ قیمت ۸ر
ملنے کا پتہ:- دیوان چند رگنگا رام تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور

آفتاب حقیقت

مصنف شریمان مہاتما ستیہ دھاری جی کی نسبت

بمصداق مشتے نمونہ از خروارے چند رایوں کا خلاصہ

(۱) کتاب آفتاب حقیقت کی اشاعت کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ دنیا میں امن اور شانتی پھیلے۔ لوگ اس زمانہ کو پھر حاصل کریں جو کبھی وقت ست جگ کے نام سے مشہور تھا۔ اور جبکہ یہ دنیا ایک بہشت کا نمونہ تھی۔ (اخبار اہلووالیہ گزٹ امرتسر)

(۲) میں نے آفتاب حقیقت بڑی خوشی کے ساتھ پڑھی ہے اور میں اپنے آپ کو خوش نصیب خیال کرتا ہوں۔ کہ مجھ کو ایسی کتاب مل گئی۔ جس دن سے میں سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے کے قابل ہوا ہوں تب سے مجھے ایسی کتاب کی اشد ضرورت تھی۔ جو کہ میری مذہبی عقائد کی بابت جستجو کی خواہش کو پورا کرتی اور میرے دل کو شانتی دیتی۔ اس کتاب سے میرے بہت سے سوالوں کا جواب یا حل مجھے مل گیا ہے میں مصنف کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (دھن راج دت [illegible])

(۳) آفتاب حقیقت کا مطالعہ کر کے مجھے بہت حظ حاصل ہوا۔ درحقیقت اس کے پڑھنے سے اعلیٰ سے اعلیٰ خیالات دماغ میں دوڑنے لگتے ہیں۔ انسان اس کے پڑھنے سے پستی میں گرا ہوا بلندی پر پہنچنے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔ (سردار پرتاپ سنگھ بھوسہ ایجنٹ [illegible])

(۴) مہاتما ستیہ دھاری جی کی یہ ضخیم محققانہ تالیف دراصل ایک علمی اور تاریخی بحث ہے۔ جو ارباب نظر کی خاص توجہ و غور کی مستحق ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ تحقیق پسند طبائع اس کو خوشی سے لیک لینگی ([illegible] امرتسر)

(۵) یہ ایک نہایت ہی لطیف و پاکیزہ کتاب ہے جس میں حقائق فطرت کو

مہاتما گاندھی کی تصنیف

ہندوستان میں سوراجیہ

انگریزی سے اردو کا ترجمہ

کی نسبت دو مشہور اخباروں کی رائے

(۱) سوونانتر اخبار شانتی راولپنڈی لکھتا ہے "مہاتما گاندھی کی شخصیت فی زمانہ دنیا بھر کے مدبروں میں فرد ہے۔ جو گاندھی آتمک بل کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر راج کر رہا ہے۔ اور جو شخصیت جھوٹ کو سچائی سے جیتنا چاہتی ہے۔ اس کے خیالات سے واقف ہونا ہر ایک شہری و دیہاتی کا فرض ہے۔

ہمیں امید ہے کہ مہاتما گاندھی کی اس پر مسرت کتاب کے ترجمہ کا اردو دان پبلک بڑے شوق اور محبت سے خیر مقدم کریگی۔ یوں تو ہر ایک صفحہ خیالات کا نمونہ ہے مگر (۱) ہندوستان کیسے آزاد ہو سکتا ہے (۲) ستیہ گرہ (۳) ہندو مسلمان کے اب خاص مطالعہ کے مستحق ہیں۔ کتاب اخبار بین و اخبار نویس کی گفتگو کی طرز پر لکھی ہوئی ہے۔ کاغذ و لکھائی چھپائی میں کوئی نقص نہیں۔ سرورق پر مہاتما جی کی ایک شبیہ بھی دی گئی ہے۔ ۱۲۸ صفحوں کی ضخامت قیمت ۱۴ر

(۲) اخبار بندے ماترم لاہور مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۰ء میں لکھتا ہے۔ جن لوگوں کی آنکھیں مغربی تہذیب کی روشنی سے چندھیا گئی ہیں۔ اور جو لوگ اس برائی اور مہلک تہذیب کے شیدائی ہیں اور جن کو اپنی سناتن تہذیب میں سوائے توہمات اور قدامت پرستی کے کچھ دکھلائی نہیں دیتا۔ ان تمام صاحبان سے ہم بڑے زور سے درخواست کرینگے کہ وہ اس کتاب کو ضرور پڑھیں ہم اپنے نوجوان ہم وطنوں سے بھی جن کے دل میں مادر وطن کے لئے جلد سے جلد سوراجیہ حاصل کرنے کی خواہش ہے۔ درخواست کریں گے کہ وہ اس کتاب کو پڑھ کر اس کی تعلیم کو اپنی عملی زندگی میں اختیار کر کے اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھالیں جس کی اس کتاب میں ہدایت کی گئی ہے۔

ملنے کا پتہ :- دیوان چند گنگا رام تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور

ثبت است ... دنیا کیا کہتی ہے ... حجم ...

(مہاتما ستیہ دھاری جی کی تصنیف کردہ کرتیوں کی نسبت)

بمصداق مشتے نمونہ از خروارے چند راؤں کا خلاصہ

(۱) وہ سنتشا جو آفتاب حقیقت کے مطالعہ سے فرصت نہ پڑ رہا تھا اب وہ بیا دھرم کی عالمگیر صداقتیں بکے مطالعہ سے بالکل دور ہو گیا ہے۔ برہم ۔ آتما ۔ پرماتما اور پرکرتی کے مسئلے پر مصنف نے جس صفائی سے لکھا ہے وہ کم از کم میرے علم میں لاثانی ہے۔ سانکھ اور ویدانت دونوں کا خلاصہ اس وضاحت سے اب تک میرے مطالعہ میں نہیں آیا۔ اس ٹریکٹ کو میں نے بڑی عزت اور قدر کی نگاہ سے کئی مرتبہ پڑھا اور نہایت ہی حظ اٹھایا ہے۔ (شری مان لالہ سندر داس جی بی۔ اے۔ ایل سابق ایڈیٹر اخبار ہندوستان لاہور)

(۲) "دسہرے کا تیوہار" مہاتما ستیہ دھاری نے دسہرے کا تیوہار نامی ایک ٹریکٹ تیار کیا ہے جس میں تیوہار دسہرہ کی علت غائی مہاراجہ دسرتھ کا جیون سوئمبر کی رسم سری رامچندر جی کا دھرم بھاؤ۔ بھرت جی کا تیاگ۔ لکشمن جی کا بھراتری بھاؤ راماین سے کیا سبق مل سکتا ہے۔ اس قسم کے وشیوں پر مختلف الفاظ میں دلچسپ نتائج نکالے گئے ہیں۔ (اخبار وانتیر مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۱۶ء)

(۳) سوامی ستیہ دھاری جی نے دسہرہ کا تیوہار کے نام سے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں سوئمبر کی رسم شری رامچندر جی کے دھرم بھاؤ۔ بھرت جی کا تیاگ لکشمن جی کا سچا بھراتری بھاؤ سیتا جی کا پتی برت دھرم نیز راماین کی بہت سی دیگر سبق آموز باتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ ٹریکٹ مذکور بہت دلچسپ ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ ہے۔ (اخبار پیتھین مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۶ء)

ملنے کا پتہ ۔ دیوان چند گنگا رام تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور

کیش شودھک

اس بے نظیر و نو ایجاد مصالحہ کے ساتھ سر دھونے سے سر کی تمام میل اور سکری دور ہو جاتی ہے اور سر میں خشکی کا نام نشان نہیں رہتا وہی صابن اور سر دھونے والی دیگر اشیاء کے مقابلہ اور تاثیر میں یہ اعلٰے درجہ کی چیز ہے۔ یہ مصالحہ بیماری بالکسی اور سبب سے گرنے والے بالوں کی جڑھوں کو مضبوط بنانے بالوں کو بڑھانے اور ریشم ایسا نرم بنانے میں جادو کا کام کرتا ہے۔ اور اس کے استعمال سے دماغ تر و تازہ اور ٹھنڈا رہتا ہے۔

قیمت فی پیکٹ کلاں ۸/ دنیا کیا کہتی ہے قیمت فی پیکٹ خورد ۴/
۱۲ پیکٹ للعہ محصول ۱۵/ ۱۲ پیکٹ ۴/ محصول ۸/

بمصداق مشتے نمونہ از خروارے - چند راؤں کا خلاصہ

جناب لالہ رام نرائن صاحب ڈیرہ جا ڈہ ضلع ڈیرہ غازیخان سے لکھتے ہیں کہ کیش شودھک کے استعمال سے میرے سر کی درد اور سکری دور ہو گئی ہے اور بال ریشم کی مانند ہو گئے ہیں اور ان سے خوشبو آتی رہتی ہے پہلا پیکٹ ختم ہو گیا۔ ایک اور فرمائیے جناب صوبیدار آسا سنگھ صاحب پلٹن ۳۲ سکھ پائنیرز کیمپ بنوں سے لکھتے ہیں کیش شودھک جن اصحاب نے استعمال کیا۔ از حد تعریف کی ہے یہ دوائی خشکی اور دیگر عوارض سر کے لئے از حد مفید ہے۔ میں بزور سفارش کرتا ہوں کہ سب اصحاب استعمال کر کے اس سے مستفید ہوں۔

ملنے کا پتہ:۔ دیوان چند اینڈ برادرس نمبر ۲۱ لوہاری دروازہ لاہور

مفید ترین مذہبی - اخلاقی و علمی کتابیں

مصنفہ شریمان مہاتما ستیہ دھاری جی

معیار صداقت - یہ کتاب بہت بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل کر چکی ہے ملک کے مشہور اخبارات اور نامور معززین نے اس کتاب کی نسبت جو رائیں ظاہر فرمائی ہیں ان تمام کے اندراج کی یہاں گنجائش نہ ہونے کے باعث بمصداق مشتے نمونہ از خروارے صرف ایک رائے کا خلاصہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) اخبار ہندوستان لاہور (مورخہ ۲۰ مارچ [illegible]) معیار صداقت ایک ایسی کتاب ہے - جسے اپنے رنگ کی پہلی کتاب تصور کرنا چاہئے - یہ کتاب نیک و بد کی تمیز سکھلاتی ہے - فرض کی تعلیم دیتی ہے - اور آنند حاصل کرنے کا ٹھیک راستہ بتاتی ہے بحر ہند میں مت متانتروں کی ڈونگیوں نے جو تلاطم پیدا کر رکھا ہے - اُسے یہ کتاب شانت کر دیگی - مذہبی دُنیا میں ایک دفعہ عظیم شور برپا ہوگا - مگر نتیجہ اسکا بھی شانتی ہے - کیونکہ یہ کتاب مذہب کے معنی اسکی صحیح شکل میں بتاتی ہے - آپکو اس میں بہت سی باتیں ایسی ملینگی جن سے آپ اپنی زندگی کو حیرت انگیز پلٹا دے سکتے ہیں - دنیا میں افراط و تفریط نے بہت خرابی مچا رکھی ہے - یہ کتاب اعتدال کے سیدھے راستے پر لیجانے والی ہے - ہم سفارش کرتے ہیں - کہ ایک ایک کتاب ہر گھر میں اور ہر میز پر رکھی جائے قیمت [illegible]

آفتاب حقیقت - یہ کتاب حال ہی میں چھپی ہے - اسکی نسبت بھی بوجہ عدم گنجائش ناظرین کے ملاحظہ کے لئے صرف ایک رائے کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے -

(۱) اخبار شانتی راولپنڈی لکھتا ہے - یہ کتاب انسان کو ہوشیار اور سمجھدار بنانے کا سچا ہتھیار ہے - میں کتاب کے مصنف سوامی ستیہ دھاری جی کی تعریف کرتا ہوں - کہ انہوں نے نہایت بخوبی سے سچے خیالات کا اظہار کیا ہے - اور انہیں یہ خیال تک

نہیں آیا۔ کہ مذہبی مجاور اور اُنکے چیلے چانٹے اُنکی نسبت کیا کیا رائے [illegible]
مذہبی مجاوروں کے حالات اس خوبی اور سچائی سے پیش کئے گئے ہیں [illegible]
کتاب پڑھکر بھی پھر قید خانوں میں جا گھُسے تو اس کی اپنی قسمت۔ اس کتاب میں
۲۳ تصویریں ہیں۔ جنکو دیکھکر انسان ہنسے اور تجربہ سیکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حجم
کتاب معہ تصاویر ۰ ۶ ۲ صفحہ قیمت ۱۲/ (محصولڈاک ۴/)

مذہبی دنیا میں امن کی تلاش۔ اس کتاب میں مہاراجہ راجندر جی کے
لڑکوں آو اور کشو سے لیکر غدر ۱۸۵۷ء تک کے مشہور تاریخی واقعات کی بنا پر ثابت
کیا گیا ہے کہ فرض اور اخلاق کی اشاعت کے بغیر انسانوں۔ جماعتوں قوموں اور
ملکوں میں اتحاد و اتفاق نہیں ہو سکتا۔ قیمت صرف ۶/

تاریخ کا روشن پہلو۔ اس کتاب میں احمد شاہ درانی کے حملوں سے لیکر
مہاراجہ رنجیت سنگھ تک کے زمانہ کے خاص خاص واقعات بطور ثبوت پیش
کرکے دکھلایا گیا ہے۔ کہ زمانہ گذشتہ میں ہندو مسلمان اور سکھوں نے [illegible]
سے حسب ضرورت ایسے سلوک کئے ہیں جو حقیقی بھائیوں سے ممکن ہیں۔ قیمت ۸/

پھول مالا۔ علمی۔ اخلاقی و روحانی نظموں کا بے نظیر مجموعہ۔ جو ہر عمر، خیال اور
مذہب کے انسانوں کے پڑھنے کے قابل ہے۔ قیمت صرف ۵/

مجموعہ مفید عام علمی و اخلاقی ٹریکٹ۔ جن کے مطالعہ سے گھنٹوں
یا دنوں میں اسقدر مفید علم و دھارنا سکشا حاصل ہو جاتی ہے۔ جو بڑی بڑی
کتابوں کے سالوں پڑھنے اور زر کثیر صرف کرنے سے حاصل نہیں [illegible]
قریب ۵۵۰ صفحہ قیمت ایک روپیہ (عہ/)

علاوہ ازیں ہر قسم و ہر زبان کی کتابیں پتہ ذیل سے بکفایت مل سکتی ہیں

ملنے کا پتہ:- **دیوان چند گنگا رام تاجران کتب لوہاری**

مطبوعہ کانشی رام (سابق نولکشور) پریس لاہور